آسان عربی گرامر

حصہ اوّل

مرتبہ

لطف الرحمٰن خان

مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور

مولوی عبدالستار مرحوم کی قابل قدر تالیف ''عربی کا معلم'' پر مبنی

آسان عربی گرامر

حصہ اوّل

(نظرثانی شدہ ایڈیشن)

مرتبہ

لطف الرحمٰن خان

مکتبہ خدام القرآن لاہور

36-K ماڈل ٹاؤن لاہور 35869501-3

ترتیب

عرضِ مُرتّب

میں نے ابھی چند سال قبل ہی قرآن اکیڈمی میں تھوڑی سی عربی پڑھی ہے۔ میری علمی استعداد یقیناً اس قابل نہیں ہے کہ میں عربی قواعد مرتب کرنے کے متعلق سوچتا۔ اس کے باوجود یہ جرأت کی ہے تو اس کی کچھ وجوہات ہیں۔

قرآن اکیڈمی میں عربی قواعد کی تعلیم ایک خصوصی انداز اور مختلف ترتیب سے دی جاتی ہے' جسے ہمارے استادِ محترم جناب پروفیسر حافظ احمد یار صاحب نے متعارف کرایا ہے اور عربی قواعد کی کوئی کتاب اس ترتیب کے مطابق نہیں ہے۔ ہمارے نصاب میں ''عربی کا معلم'' شامل ہے جو ہماری ضروریات کے قریب ہونے کے باوجود پورے طور پر اس کے مطابق نہیں ہے۔ اس لیے طلبہ اور اساتذہ دونوں ہی کو خاصی دِقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ کلاس روم سے اسٹاف روم میں تشریف لانے پر محترم حافظ صاحب اکثر اس تمنا کا اظہار کیا کرتے تھے کہ ''کوئی صاحب ہمت اگر 'عربی کا معلّم' پر نظر ثانی کرے اور اس کی ترتیب میں مناسب ردّ و بدل کر دے تو کتاب کی افادیت بہت بڑھ جائے گی''۔ یہ وہ صورتِ حال ہے جس نے میرے دل میں اس ضرورت کے احساس کو راسخ کیا۔

حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب کو مرتب کرنے کا کام صرف حافظ صاحب کو ہی زیب دیتا ہے اور ہم سب کی یہ خوش قسمتی ہوتی اگر ان کے ہاتھوں یہ کام سرانجام پاتا۔ اس کے لیے میں خود بھی حافظ صاحب سے ضد کرتا' لیکن مسئلہ یہ تھا کہ حافظ صاحب اس سے بھی کہیں زیادہ اہم اور منفرد کام کا آغاز کر چکے تھے۔ ''لغات واعرابِ قرآن'' کے نام سے جس بلند پایہ تالیف کا انہوں نے بیڑا اٹھایا ہے بلاشبہ وہ اپنی جگہ نہایت اہم کام ہے۔ عربی زبان کے قواعد سے شدبد رکھنے والے طالبانِ قرآن کے لیے ترجمۂ قرآن کے معاملے میں وہ کتاب اِن شاءاللہ تعالیٰ ایک ریفرنس بک

کا کام دے گی اور قرآن فہمی کے راہ کی ایک بڑی رکاوٹ اس کے ذریعے دُور ہوجائے گی۔ چنانچہ ''عربی کا معلم'' پر نظرِثانی کے ضمن میں ان سے ضد کرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ اور کوئی صورت نہ بن سکی تو سوچا کہ خود ہمت کی جائے۔ ساتھ ہی اپنی بے علمی کا خیال آیا تو حافظ صاحب کی موجودگی نے ڈھارس بندھائی کہ ان کی رہنمائی کسی حد تک میری کوتاہیوں کی پردہ پوشی کرے گی۔ قرآن اکیڈمی اور قرآن کالج میں روزانہ تقریباً تین چار پیریڈ پڑھانے اور ''لغات واعرابِ قرآن'' کی تالیف جیسی دقت طلب اور وقت طلب مصروفیت کے باوجود محترم حافظ صاحب نے اس سلسلے میں میری جو راہنمائی کی ہے اس کے لیے میں ان کا انتہائی ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجرِ عظیم سے نوازے۔ (آمین!)

جرأتِ مذکورہ کی ایک وجہ اور بھی ہے۔ عربی کے طالب علم کے طور پر اس کتاب سے گزرے ابھی زیادہ دن نہیں ہوئے ہیں۔ قواعد پڑھتے وقت جن جن مقامات پر مجھے الجھن اور دقت پیش آئی تھی وہ سب ابھی ذہن میں تازہ ہیں۔ اگر کسی درجہ میں علمی استعداد حاصل کرنے کا انتظار کرتا تو پتا نہیں استعداد حاصل ہوتی یا نہ ہوتی' لیکن وہ مقامات یقیناً ذہن سے محو ہوجاتے۔ پھر میری کوشش شاید اتنی زیادہ عام فہم نہ بن سکتی۔ اس لیے فیصلہ کرلیا کہ معیار کی پروا کیے بغیر بُرا بھلا جیسا بن پڑتا ہے یہ کام کرگزروں' تاکہ ایک طرف تو اکیڈمی اور کالج کی ضرورت کسی درجے میں پوری ہوسکے اور دوسری طرف اس نہج پر بہتر اور معیاری کام کی راہ ہموار ہوسکے۔

اس کتاب میں اسباق کی ترتیب' چھوٹے چھوٹے حصوں میں اسباق کی تقسیم اور بات کو پہلے اردو اور انگریزی کے حوالے سے سمجھا کر پھر عربی قاعدے کی طرف آنا' محترم حافظ صاحب کا وہ خصوصی طرزِ تعلیم ہے جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا یہی وہ پہلو ہے جس پر ابتداءً حافظ صاحب نے کچھ وقت نکال کر تنقیدی نظر ڈالی اور میری کوتاہیوں پر گرفت کی اور پھر تصحیح کی۔ ظاہر ہے کہ ان کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ مسودہ کا لفظ بلفظ مطالعہ کرکے اس کی تصحیح کرتے اور ہر ہر مرحلے پر میری رہنمائی فرماتے۔ اس لیے اس کتاب میں جو بھی کوتاہی اور کمی موجود ہے اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔

قرآن اکیڈمی کے فیلو جناب حافظ خالد محمود خضر صاحب نے اپنی گوناگوں ذمّہ داریوں

اور مصروفیات سے وقت نکال کر مسودہ کا مطالعہ کیا اور اغلاط کی تصحیح میں میری بھرپور معاونت کی ہے۔ اس کے لیے میں اُن کا بھی بہت ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر سے نوازے۔ (آمین !)

میں اس بات کا قائل ہوں کہ perfection کا حصول اس دُنیا میں تو ممکن نہیں ہے۔ اس لیے مجھے یقین ہے کہ اب بھی کچھ اغلاط موجود ہوں گی۔ اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ ان کی نشاندہی کریں۔ نیز اس کتاب کو مزید بہتر بنانے کے لیے اپنی تجاویز سے نوازیں' تاکہ آئندہ اشاعت میں اسے مزید بہتر بنایا جاسکے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ o وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ o

لطف الرحمٰن خان
قرآن اکیڈمی' لاہور

۱۱/ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ
بمطابق ۱۴/ اگست ۱۹۸۹ء

حرفِ آغاز

نظر ثانی شدہ ایڈیشن

آسان عربی گرامر (حصہ اوّل) کا پہلا ایڈیشن اکتوبر ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا تھا جو کہ اسم کے ابتدائی قواعد پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد فعل کے ابتدائی قواعد پر مشتمل حصہ دوم شائع ہوا۔ پروگرام تھا کہ اسم اور فعل کے باقی ایسے قواعد' جو قرآن فہمی کے لیے ضروری ہیں' انہیں حصہ سوم میں مرتب کیا جائے۔ بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر اس میں تاخیر ہوتی رہی اور طلبہ کے شدید تقاضوں کے پیش نظر تیسرا حصہ نامکمل حالت میں شائع کرنا پڑا۔

مرکزی انجمن خدام القرآن کے لاہور' کراچی اور متعدد شہروں میں مختلف تعلیمی پروگراموں میں یہ کتابیں ٹیکسٹ بک کے طور پر پڑھائی جا رہی ہیں۔ متعدد شہروں کے تعلیم بالغاں کے پروگرام میں بھی اسے پڑھایا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ ان کتابوں پر مبنی ایک خط و کتابت کورس بھی انجمن کے تحت جاری ہے۔ اس وجہ سے متعدد اساتذہ کرام اور طلبہ' بالخصوص بالغ طلبہ کی طرف سے بہت زیادہ مشورے موصول ہوئے۔ لیکن اس سے قبل مشوروں کی روشنی میں ان کتابوں پر نظر ثانی کا موقع نہیں مل سکا۔

دوسری طرف البلاغ فاؤنڈیشن کے تحت ''اسلام کا جائزہ'' اور ''حدیث کا جائزہ'' خط و کتابت کورسز کے اجرا کی وجہ سے طلبہ اور طالبات کا ایک نیا اور وسیع حلقہ وجود میں آ چکا ہے' جس میں ۱۱ سے ۲۵ سال تک کے بچوں اور بچیوں کی غالب اکثریت ہے۔ ''جینے کا سلیقہ'' کے عنوان سے فاؤنڈیشن کا تیسرا کورس جاری ہو گیا ہے جس کی وجہ سے اُمید ہے کہ اسلام کی مبادیات سے واقف طلبہ کے اس حلقہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ مزید وسعت ہو گی۔

اب ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ ان طلبہ کو دعوت دی جائے کہ وہ گھر بیٹھے اپنی فرصت کے اوقات میں عربی گرامر کا ابتدائی علم حاصل کر لیں تا کہ قرآن فہمی کی سب سے بڑی رکاوٹ دور ہو

جائے۔ پھر جو طلبہ یہ کورس مکمل کر لیں ان کے لیے مطالعہ قرآن حکیم کا خط و کتابت کورس جاری کیا جائے جو کم از کم ایک پارہ یا زیادہ سے زیادہ سورۃ البقرۃ پر مشتمل ہو' تا کہ ترجمہ کے بغیر قرآن مجید کو سمجھنے کی صلاحیت انہیں حاصل ہو جائے۔ **وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ**۔

اس پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ضروری ہو گیا ہے کہ تینوں حصوں پر نظر ثانی کر کے تیسرے حصے کو مکمل کیا جائے۔ چنانچہ مشوروں پر غور و فکر کر کے کچھ فیصلے کیے ہیں جن کی وضاحت ضروری ہے۔ لیکن اس سے پہلے یہ اعتراف ضروری ہے کہ تمام مشوروں کو قبول کرنا عملاً ممکن نہیں ہے۔ اگر ایسا کیا جائے تو پھر یہ کتاب آسان نہیں رہے گی بلکہ قواعد کا ایک خودرو جنگل بن جائے گی۔ نیز یہ اعتراف بھی ضروری ہے کہ طلبہ اور بالخصوص تعلیم بالغاں کے طلبہ کے مشوروں کو میں نے اساتذہ کرام کے مشوروں سے زیادہ اہمیت دی ہے۔

طلبہ کی اکثریت کا تقاضا بلکہ ضد یہ ہے کہ اردو سے عربی ترجمہ کی مشقوں کو ختم کر دیا جائے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اس کورس کا مقصد عربی زبان اور ادب سیکھنا نہیں ہے بلکہ قرآن فہمی ہے۔ یہ ضرورت عربی سے اردو ترجمہ کی مشقوں سے پوری ہو جاتی ہے۔ طلبہ عربی سے اردو ترجمے کی مشقیں بہتر طور پر کر لیتے ہیں لیکن اردو سے عربی ترجمہ میں زیادہ غلطیاں کرتے ہیں جس کی وجہ سے نمبر کٹ جاتے ہیں اور بددلی پیدا ہوتی ہے۔ کورس کے درمیان میں چھوڑ جانے کی یہ ایک بڑی وجہ ہے۔ دوسری طرف تمام اساتذہ کرام متفق ہیں کہ اردو سے عربی ترجمہ کی مشقیں لازمی ہیں' کیونکہ اس کے بغیر قواعد پر پوری طرح گرفت نہیں آتی۔

درمیانی راہ اختیار کرتے ہوئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ پہلے اور دوسرے حصے میں اردو سے عربی ترجمہ کے جملوں کی تعداد کم کر کے عربی سے اردو ترجموں کے برابر کر دی جائے یا کم کر دی جائے تا کہ کل نمبروں میں اردو سے عربی ترجمہ کا وزن (weightage) کم ہو جائے اور تیسرے حصے میں اسے بالکل ختم کر دیا جائے۔

طلبہ اور اساتذہ' دونوں کی اکثریت کا تقاضا یہ ہے کہ تمام مشقیں صرف قرآن مجید کے مرکبات اور جملوں پر مشتمل ہوں۔ دوسری طرف ہمارے استاد محترم پروفیسر حافظ احمد یار صاحب

مرحوم کی ہدایت یہ تھی کہ کسی مشق میں کوئی ایسا لفظ یا ترکیب استعمال نہ کی جائے جو ابھی پڑھائی نہیں گئی ہے۔ اس ہدایت پر عمل کرتے ہوئے مذکورہ خواہش کو پورا کرنا بہت مشکل ہے۔ البتہ طلبہ اور اساتذہ کی خواہش کے پیش نظر پہلے اور دوسرے حصے کے ذخیرۂ الفاظ پر نظر ثانی کر کے ایسے الفاظ کا اضافہ کر دیا گیا ہے جو قرآن مجید میں استعمال ہوئے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ تیسرے حصے کی مشقیں صرف قرآن مجید سے ماخوذ ہوں گی۔

کچھ طلبہ نے عربی سیکھنے کی ابتدا خط و کتابت کورس سے کی تھی، لیکن بعد میں تعلیم بالغاں کی کسی کلاس میں شامل ہو گئے تھے۔ ان طلبہ نے کتاب میں ایسے متعدد مقامات کی نشاندہی کی تھی جو ان کے خیال کے مطابق بحث کو غیر ضروری طور پر طویل کر دیتے ہیں اور بات سمجھانے کے بجائے طلبہ کے ذہن کو الجھانے کا باعث بنتے ہیں۔ ان ہی طلبہ نے اس خواہش کا بھی اظہار کیا تھا کہ کلاس روم میں تدریس کے دوران جو وضاحتیں اور ہدایات میں دیتا ہوں انہیں بھی کتاب میں شامل کیا جائے۔ چنانچہ نظر ثانی کرتے وقت جہاں جہاں مناسب محسوس ہوا ہے وہاں ان مشوروں پر عمل کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے حصہ اوّل پر نظر ثانی کا کام آج مکمل ہو گیا ہے۔ اس کی مدد شامل حال رہی تو بقیہ دو حصوں پر بھی نظر ثانی کا کام کم از کم وقت میں مکمل کرنے کی کوشش کریں گے، تاکہ عربی گرامر کا خط و کتابت کورس جاری کیا جا سکے اور مطالعہ قرآن حکیم کا کورس مرتب کرنے کے کام کا آغاز ہو۔ **وَمَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ**.

جمعۃ المبارک ۲/ صفر ۱۴۱۹ھ
بمطابق ۲۹/ مئی ۱۹۹۸ء

لطف الرحمٰن خان
البلاغ فاؤنڈیشن، لاہور

تمہید

<u>۱:۱</u> دُنیا کی کسی بھی زبان کو سیکھنے کے دو ہی طریقے ہیں۔ اوّل یہ کہ اس زبان کو بولنے والوں میں بچپن سے ہی یا بعد میں رہ کر وہ زبان سیکھی جائے۔ دوم یہ کہ کسی سیکھی ہوئی زبان کی مدد سے نئی زبان کے قواعد سمجھ کر اسے سیکھا جائے۔ درسی طریقے سے' یعنی قواعد و گرامر کے ساتھ زبان سیکھنے کے لیے دو کام بہت ضروری ہیں۔ اوّل یہ کہ اس زبان کے زیادہ سے زیادہ الفاظ کا ذخیرہ ہم اپنے ذہن میں جمع کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ دوم یہ کہ اس ذخیرۂ الفاظ کو درست طریقہ پر استعمال کرنا سیکھیں۔

<u>۱:۲</u> ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ کی غرض سے اس کتاب کے ہر سبق میں کچھ الفاظ اور ان کے معانی دیے جائیں گے' تا کہ طلبہ انہیں یاد بھی کر لیں اور مشقوں میں استعمال بھی کریں۔ لیکن قواعد سمجھانے کی غرض سے دیے گئے الفاظ و معنی ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ کے لیے کافی نہیں ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر سکولوں اور کالجوں میں قواعد کے علاوہ کوئی کتاب بطور ریڈر پڑھائی جاتی ہے۔ طلبہ کو ہمارا مشورہ ہے کہ وہ روزانہ قرآنِ مجید کے ایک' دو رکوع ترجمہ سے مطالعہ کریں اور ان کے الفاظ و معنی کو یاد کرتے رہیں۔ اس طرح ان کے ذخیرۂ الفاظ میں بھی بتدریج اضافہ ہوتا رہے گا۔

<u>۱:۳</u> الفاظ کو ''درست طریقہ سے استعمال کرنا'' سکھانے کے لیے کسی زبان کے قواعد (یعنی گرامر) مرتب کیے جاتے ہیں۔ یہاں یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ زبان پہلے وجود میں آجاتی ہے' پھر بعد میں ضرورت پڑنے پر اس کے قواعد مرتب کیے جاتے ہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ پہلے قواعد مرتب کر کے کوئی نئی زبان وجود میں لائی گئی ہو[۱]۔ یہی وجہ ہے کہ آج دنیا میں ہزاروں زبانیں بولی جاتی ہیں لیکن قواعد معدودے چند کے ہی مرتب کیے گئے ہیں۔ اس لیے کہ بقیہ زبانوں کے لیے اس کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی اور یہی وجہ ہے کہ کسی زبان کے قواعد اس زبان کے

---

(۱) اس قاعدہ کلیہ کا واحد استثناء ایک نئی زبان SPRANTO ہے جس کے قواعد مرتب کرنے کے بعد اسے رائج کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

تمام الفاظ پر حاوی نہیں ہوتے بلکہ کچھ نہ کچھ الفاظ ضرور مستثنیٰ ہوتے ہیں۔ یہ مسئلہ ہر زبان کے ساتھ ہے' فرق صرف کم اور زیادہ کا ہے۔ یہ بات اہم ہے' اسے نوٹ کر لیں اور گرامر کا کوئی قاعدہ پڑھیں تو اس کے استثناء کے لیے ذہن میں ایک کھڑکی ضرور کھلی رکھیں ورنہ آپ پریشان ہوں گے۔

1:۴ کسی زبان کے قواعد مرتب کرنے کی ضرورت اس وقت محسوس ہوتی ہے جب دوسری زبانیں بولنے والے لوگ اُس زبان کو تدریسی طریقے پر سیکھنا چاہیں۔ ایسی صورتِ حال بالعموم دو ہی وجہ سے پیش آتی ہے۔ اوّل یہ کہ کسی زبان کو بولنے والی قوم کو دوسری اقوام پر سیاسی غلبہ اور اقتدار حاصل ہو جائے اور ان کی زبان سرکاری زبان قرار پائے۔ اس طرح دوسری اقوام کے لوگ خود کو وہ زبان سیکھنے پر مجبور پائیں۔ دوم یہ کہ کوئی زبان کسی مذہبی کتاب یا کسی مذہب کے لٹریچر کی زبان ہو اور اس مذہب کے پیرو یا بعض دفعہ غیر پیرو بھی اس مذہب کے عقائد اور شریعت کے مصادر تک براہِ راست رسائی حاصل کرنے کی غرض سے وہ زبان سیکھنے کے خواہش مند ہوں۔

1:۵ عربی کو یہ دونوں خصوصیات حاصل ہیں۔ یہ صدیوں تک دنیا کے غالب و متمدن علاقے کی سرکاری زبان رہی ہے اور آج بھی کئی ممالک میں اسی حیثیت سے رائج ہے۔ اور بلحاظِ آبادی دنیا کے دوسرے بڑے مذہب یعنی اسلام کی زبان بھی عربی ہے۔ اس لیے کہ قرآن اسی زبان میں نازل ہوا اور مجموعہ احادیث اوّلاً اسی زبان میں مدون ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ عربی دنیا کی ان چند زبانوں میں سے ایک ہے جس کے قواعد مرتب کیے گئے ہیں اور اتنی لگن اور عرق ریزی سے مرتب کیے گئے کہ ماہرین لسانیات عربی کو بلحاظ گرامر دنیا کی سب سے زیادہ سائنٹفک زبان ماننے پر مجبور ہیں۔ یعنی قواعد سے استثناء کی صورتیں اس زبان میں سب سے کم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عربی قواعد سمجھنے کے بعد اس زبان کا سیکھنا نسبتاً آسان ہے۔

1:۶ دُنیا کی ہر زبان کے قواعد مرتب کرنے کا بنیادی طریقۂ کار تقریباً ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ اس زبان کے تمام بامعنی الفاظ یعنی کلمات کو مختلف گروپوں میں اس انداز سے تقسیم کر لیتے ہیں کہ زبان کا کوئی لفظ اس درجہ بندی (grouping) سے باہر نہ رہ جائے۔ کلمات کی اس گروپنگ یا تقسیم کو اقسامِ کلمہ یا اجزائے کلام (parts of speech) کہتے ہیں۔ مختلف زبانوں کی گرامر لکھنے والے

مختلف زبانوں کی گرامر لکھنے والے اس زبان کے الفاظ کی مختلف طریقوں پر تقسیم کرتے ہیں۔ مثلاً عربی‘ اردو اور فارسی میں یہ تقسیم سہ گانہ ہے۔ یعنی ہر کلمہ اسم‘ فعل یا حرف ہوتا ہے۔ انگریزی میں اجزائے کلام (parts of speech) آٹھ ہیں۔ بہرحال ایک بات قطعی ہے کہ ’’اسم‘‘ اور ’’فعل‘‘ ہر زبان میں سب سے بڑے اور مستقل اجزائے کلام ہیں۔ باقی اجزاء کو بعض انہی میں سے کسی کا حصہ قرار دیتے ہیں اور بعض الگ قسم شمار کرتے ہیں۔ مثلاً اردو‘ عربی اور فارسی میں ضمیر (pronoun) اور صفت (adjective) کو اسم ہی شمار کیا جاتا ہے‘ مگر انگریزی میں pronoun اور adjective الگ الگ اجزائے کلام شمار ہوتے ہیں۔

1:7 درسی طریقے سے کسی زبان کو سیکھنے کے لیے اس کے الفاظ کو درست طریقے پر استعمال کرنا ہی اصل مسئلہ ہوتا ہے اور اس سلسلہ میں فعل اور اسم کے درست استعمال کو خاص اہمیت حاصل ہے‘ کیوں کہ دنیا کی ہر زبان میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والے الفاظ یہی ہیں۔ اسی لیے ہر زبان میں فعل کے استعمال کو درست کرنے کے لیے فعل کی گردانیں‘ صیغے‘ مختلف ’’زمانوں‘‘ میں اس کی صورتیں اور مصدر وغیرہ یاد کیے جاتے ہیں۔ مثلاً فارسی میں فعل کے درست استعمال کے لیے مصدر اور مضارع معلوم ہونے چاہئیں اور گردان بھی یاد ہونی چاہیے۔ انگریزی میں verb کی تین شکلیں اور مختلف tenses کے رٹنے اور یاد کرنے پر طلبہ کئی برس محنت کرتے ہیں۔ گرامر کا وہ حصہ جو فعل کی درست بناوٹ اور عبارت میں اس کے درست استعمال سے بحث کرتا ہے ’’**علم الصرف**‘‘ کہلاتا ہے‘ جبکہ اسم کے درست استعمال کی بحث ’’**علم النحو**‘‘ کا ایک اہم جزو ہے۔

1:8 ہمارے دینی مدارس میں عربی تعلیم کی ابتدا بالعموم فعل کی بحث سے ہوتی ہے جس کے اپنے کچھ فوائد ہیں‘ لیکن ہم اپنے اسباق کی ابتدا اسم کی بحث سے کریں گے۔ اس کے جواز میں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت آدمؑ کو سب سے پہلے اشیاء کے اسماء کی تعلیم دی تھی۔ اس کے علاوہ ندوۃ العلماء میں اس مسئلہ پر کافی تحقیق اور تجربات کیے گئے ہیں اور یہ نتیجہ سامنے آیا ہے کہ اسم کی بحث سے تعلیم کا آغاز کرنے سے نسبتاً بہتر نتائج حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ جبکہ فعل کی تعلیم سے آغاز کی مثال‘ بقول مولانا مناظر احسن گیلانی صاحب، ایسی ہے جیسے طالب علم کو کنویں سے ڈول کھینچنے کی مشق کرائی جائے‘ خواہ پانی نکلے یا نہ نکلے۔ یعنی طالب علم فعل کی گردانیں رٹتا

رہتا ہے' لیکن اسے نہ تو اس مشقت کا کوئی مقصد نظر آتا ہے اور نہ یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ ایک نئی زبان سیکھ رہا ہے۔ برخلاف اس کے' اسم کی بحث سے تعلیم کا آغاز کرنے سے ابتدا ہی سے طالب علم کی دلچسپی قائم ہو جاتی ہے اور برقرار رہتی ہے۔ رفع' نصب' جر کی شناخت اور مشق نیز مرکبات کے قواعد اور جملہ اسمیہ سیکھتے ہوئے طالب علم کو اپنی محنت بامقصد نظر آتی ہے۔ چند دنوں کے بعد ہی وہ چھوٹے چھوٹے اسمیہ جملے بنا سکتا ہے اور عربی زبان کی سب سے بڑی خصوصیت —— اعراب یعنی ''الفاظ میں حرکات کی تبدیلی کا معانی پر اثر'' کو سمجھنے لگتا ہے اور ہر نئے سبق کی تکمیل پر اسے کچھ سیکھنے اور حاصل کرنے کا احساس ہوتا رہتا ہے۔ یہی کیفیت اس کی دلچسپی کو برقرار رکھنے کا باعث بنتی ہے۔ گزشتہ چند برسوں میں قرآن اکیڈمی لاہور میں اسی ترتیبِ تدریس کو اختیار کر کے بہتر نتائج حاصل کیے گئے ہیں۔

<u>1:9</u> اسم کے استعمال کو درست کرنے کے لیے کسی زبان کے واحد جمع' مذکر مؤنث' معرفہ نکرہ اور اسم کی مختلف حالتوں کے قواعد جاننا ضروری ہیں۔ مثلاً غیر حقیقی مؤنث کا قاعدہ ہر زبان میں یکساں نہیں ہے۔ جہاز اور چاند کو اردو میں مذکر مگر انگریزی میں مؤنث بولا جاتا ہے۔ سورج اور خرگوش کو عربی میں مؤنث مگر اردو میں مذکر بولتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ فعل کے درست استعمال کے ساتھ اسم کو بھی ٹھیک طرح استعمال کیا جائے۔ اسم کے درست استعمال کے لیے ہر زبان میں عموماً اور عربی میں خصوصاً اسم کا چار پہلوؤں سے جائزہ لے کر اسے قواعد کے مطابق استعمال کرنا ضروری ہے۔ اس صورت میں اسم کے استعمال میں غلطی نہیں ہوگی۔ وہ چار پہلو یہ ہیں: (i) حالت (ii) جنس (iii) عدد اور (iv) وسعت' جنہیں ہم انگریزی میں علی الترتیب (i)Case' (ii)Gender' (iii)Number اور (iv)Kind کہتے ہیں۔

عبارت میں استعمال ہوتے وقت از روئے قواعدِ زبان' ہر اسم کی ایک خاص حالت' جنس' عدد اور وسعت مطلوب ہوتی ہے۔ انہی چار پہلوؤں کے بارے میں بات کرتے ہوئے ہم اپنے اسباق کا آغاز اسم کی حالت کے بیان سے کرتے ہیں۔ لیکن اس سے قبل اسم' فعل اور حرف کی تعریف (definition) کو دہرا لینا مفید ہوگا۔

اسم

اسم اس لفظ یا کلمہ کو کہتے ہیں جس سے کسی چیز' جگہ یا آدمی کا نام یا اس کی صفت ظاہر ہو۔مثلاً رَجُلٌ (مرد)'حَامِدٌ (خاص نام)'طَیِّبٌ (اچھا) وغیرہ۔

اس کے علاوہ ایسا لفظ یا کلمہ بھی اسم ہوتا ہے جس کے معنیٰ میں کوئی کام کرنے کا مفہوم ہو ' لیکن اس میں تینوں زمانوں میں سے کوئی زمانہ نہ پایا جاتا ہو۔ یہ بات بہت اہم ہے۔اس لیے اردو الفاظ کی مدد سے اس کو اچھی طرح سمجھ کر ذہن نشین کرلیں۔

پہلے تین الفاظ پر غور کریں۔ مارا' مارتا ہے' مارے گا۔ان تینوں الفاظ میں مارنے کے کام کا مفہوم ہے اور ان میں علی الترتیب ماضی' حال اور مستقبل کے زمانے کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔اس لیے یہ تینوں لفظ فعل ہیں۔ پھر ایک لفظ ہے مارنا ضَرْبٌ. اس میں کام کا مفہوم تو ہے لیکن کسی بھی زمانے کا مفہوم نہیں ہے۔اس لیے یہ لفظ اسم ہے اور ایسے اسماء کو مصدر کہتے ہیں۔

فعل

فعل وہ کلمہ ہے جس سے کسی کام کا کرنا یا ہونا ظاہر ہو اور اس میں تینوں زمانوں ماضی' حال اور مستقبل میں سے کوئی زمانہ بھی پایا جائے۔مثلاً ضَرَبَ (اس نے مارا)' ذَھَبَ (وہ گیا)' یَشْرَبُ (وہ پیتا ہے یا پیے گا) وغیرہ۔

حرف

وہ لفظ یا کلمہ ہے جو اپنے معنیٰ واضح کرنے کے لیے کسی دوسرے کلمہ کا محتاج ہو' یعنی کسی اسم یا فعل سے ملے بغیر اس کے معنیٰ واضح نہ ہوں۔مثلاً مِنْ کا معنیٰ ہے ''سے''۔لیکن اس سے کوئی بات واضح نہیں ہوتی۔جب ہم کہتے ہیں مِنَ الْمَسْجِدِ یعنی مسجد سے' تو بات واضح ہوگئی۔اِسی طرح عَلٰی (پر)۔عَلَی الْفَرَسِ (گھوڑے پر) اور اِلٰی (تک۔کی طرف)، اِلَی السُّوْقِ (بازار تک یا بازار کی طرف) وغیرہ۔

۞ ۞ ۞

اسم کی حالت (حصہ اوّل)

۲:۱ کسی بھی زبان میں کوئی اسم جب گفتگو یا تحریر میں استعمال ہوتا ہے تو وہ تین حالتوں میں سے کسی ایک میں ہی استعمال ہوتا ہے۔ چوتھی حالت کوئی نہیں ہوسکتی۔ یا تو وہ اس عبارت میں فاعل کے طور پر مذکور ہوگا' یعنی حالت فاعلی میں ہوگا۔ یا پھر حالت مفعولی میں ہوگا اور یا کسی دوسرے اسم وغیرہ کی اضافت اور تعلق سے مذکور ہوگا۔ اس حالت کو حالت اضافی کہتے ہیں۔ دورانِ استعمال اسم کی اس حالت کو انگریزی میں case کہتے ہیں۔ انگریزی میں بھی case تین ہی ہوتے ہیں جو nominative یا objective یا possessive case کہلاتے ہیں۔ عربی میں بھی اسم کے استعمال کی یہی تین حالتیں ہوتی ہیں۔ انہیں حالت رفع' حالتِ نصب اور حالتِ جر یا مختصراً رفع' نصب اور جر کہتے ہیں۔ خیال رہے کہ جو اسم حالتِ رفع میں ہو اسے مرفوع کہتے ہیں' جو اسم حالت نصب میں ہو اسے منصوب کہتے ہیں اور جو اسم حالت جر میں ہو اسے مجرور کہتے ہیں۔ اس طرح اردو اور انگریزی گرامر کی مدد سے عربی گرامر میں اسم کی حالت کو بآسانی سمجھا جاسکتا ہے۔ صرف اصطلاحی ناموں کا فرق ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم عربی کی اصطلاحات کو مندرجہ ذیل نقشہ سے سمجھ کر یاد کرلیں:

انگریزی	Nominative case	Objective case	Possessive case
عربی	رَفْعٌ	نَصْبٌ	جَرٌّ
اردو	حالت فاعلی	حالت مفعولی	حالت اضافی

۲:۲ مختلف حالتوں میں استعمال ہوتے وقت بعض زبانوں کے اسماء میں کچھ تبدیلی واقع ہوتی ہے جس کی مدد سے ہم پہچانتے ہیں کہ عبارت میں کوئی اسم کس حالت میں استعمال ہوا ہے۔ اس بات کو ہم اردو کے ایک جملہ کی مدد سے سمجھتے ہیں' مثلاً ''حامد نے محمود کو مارا''۔ اب اگر ہم آپ سے پوچھیں کہ اس میں فاعل کون ہے اور مفعول کون ہے' تو آپ فوراً بتادیں گے کہ حامد فاعل اور

محمود مفعول ہے، لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ جملہ کا مفہوم سمجھتے ہیں۔ اس لیے یہ بات بتانے میں آپ کو مشکل پیش نہیں آئی۔

اب فرض کریں کہ ایک شخص کو اردو نہیں آتی اور وہ گرامر کی مدد سے اردو چاہتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہوگا کہ پہلے وہ عبارت میں اسم کی حالت کو پہچانے۔ اس کے بعد ہی ممکن ہوگا کہ وہ عبارت کا صحیح مفہوم سمجھ سکے۔ اس لیے پہلے ہمیں اس کو کوئی علامت یا نشانی بتانی ہوگی جس کی مدد سے وہ مذکورہ جملہ میں فاعل اور مفعول کو پہچان سکے۔ اس پہلو سے آپ مذکورہ جملہ پر دوبارہ غور کر کے وہ علامت معلوم کرنے کی کوشش کریں جس کی مدد سے اس میں فاعل اور مفعول یعنی عبارت میں اسم کی حالت کو پہچانا جا سکے۔

جو طلبہ اس کوشش میں ناکام رہے ہیں ان کی مدد کے لیے اس جملہ میں تھوڑی سی تبدیلی کر دیتے ہیں۔ آپ اس پر دوبارہ غور کریں۔ ان شاء اللہ اب آپ علامت کو پہچان لیں گے۔ ''حامد کو محمود نے مارا''۔ اب آپ آسانی سے بتا سکتے ہیں کہ اردو میں زیادہ تر فاعل کے ساتھ ''نے'' اور مفعول کے ساتھ ''کو'' لگا ہوا ہوتا ہے۔ اسی طرح اب یہ بھی سمجھ لیں کہ اردو میں حالت اضافی میں زیادہ تر دو اسماء کے درمیان ''کا'' یا ''کی'' لگا ہوتا ہے۔ جیسے لڑکے کا قلم، لڑکے کی کتاب وغیرہ۔

۲:۳ اب سوال یہ ہے کہ عربی کی عبارت میں استعمال ہونے والے اسماء کی حالت کو پہچاننے کی علامات کیا ہیں۔ اس ضمن میں پہلی بات یہ نوٹ کر لیں کہ یہ علامات ایک سے زیادہ ہیں۔ لیکن اس سبق میں ہم زیادہ استعمال ہونے والی ایک علامت کو سمجھ کر اس کی مشق کریں گے تاکہ ذہن میں اسم کی حالت کو پہچاننے کا تصور واضح ہو جائے۔ اس کے بعد اگلے اسباق میں دوسری علامات جب زیر مطالعہ آئیں گی تو انہیں سمجھنا ان شاء اللہ مشکل نہیں رہے گا۔

۲:۴ اب نوٹ کر لیجیے کہ عربی زبان کی یہ عجیب خصوصیت ہے کہ اس کے اسّی پچاسی فیصد اسماء ایسے ہیں جو رفع، نصب اور جر تینوں حالتوں میں ایک مختلف شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اس سے آپ کے ذہن میں شاید یہ بات آئے کہ اس طرح تو عربی بڑی مشکل زبان ہوگی جس میں ہر اسم کے لیے ایک کے بجائے تین اسم یعنی تین لفظ یاد کرنا پڑیں گے، مگر اس وہم کی بنا پر گھبرانے

کی ضرورت نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک اسم کے لیے ایک ہی لفظ یاد کرنا ہوتا ہے۔ کیونکہ عربی زبان کے اسماء کو استعمال کرتے وقت حالت کے لحاظ سے جو تبدیلی آتی ہے وہ لفظ کے صرف ''آخری حصے'' میں واقع ہوتی ہے۔ مثلاً کوئی اسم اگر پانچ حرفوں کا ہے تو پہلے چار حرفوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی بلکہ صرف آخری یعنی پانچویں حرف کے پڑھنے کا طریقہ بدل جائے گا۔ اسی طرح کوئی اسم اگر تین حرفوں کا ہے تو پہلے دو حرفوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی، صرف آخری یعنی تیسرے حرف کے پڑھنے کا طریقہ بدلے گا۔ مثلاً حالت فاعلی، مفعولی اور اضافی میں لفظ لڑکا کی عربی علی الترتیب وَلَدٌ ، وَلَدًا اور وَلَدٍ ہوگی۔

۲:۵ ابھی ہم نے پڑھا ہے کہ عربی کے تقریباً اسّی پچاسی فیصد اسماء کا آخری حصہ رفع، نصب، جر تینوں حالتوں میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ جو اسم تینوں حالتوں میں یہ تبدیلی قبول کرتا ہے اسے عربی قواعد میں ''مُعْرَب مُنْصَرِف'' کہتے ہیں۔ اس کی پہچان کا عام طریقہ یہ ہے کہ اس کے آخری حرف پر تنوین آتی ہے۔ یعنی حالت رفع میں دو پیش (ٌ) حالتِ نصب میں دو زبر (ً) اور حالتِ جر میں دو زیر (ٍ) ہوتی ہیں۔ اسم معرب منصرف کے آخری حرف کی تبدیلی کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

چند معرب منصرف اسماء کی گردان مع معانی

حالتِ رفع	معنی	حالتِ نصب	حالتِ جر
مُحَمَّدٌ	یہ نام ہے	مُحَمَّدًا	مُحَمَّدٍ
شَيْءٌ	چیز	شَيْئًا	شَيْءٍ
جَنَّةٌ	باغ	جَنَّةً	جَنَّةٍ
بِنْتٌ	لڑکی	بِنْتًا	بِنْتٍ
سَمَاءٌ	آسمان	سَمَاءً	سَمَاءٍ
سُوْءٌ	برائی	سُوْءً	سُوْءٍ

۲:۶ اُمید ہے کہ مندرجہ بالا مثالوں میں آپ نے یہ بات نوٹ کرلی ہوگی کہ:

(i) جس اسم پر حالتِ نصب میں دو زبر (ً) آتے ہیں، اس کے آخر میں ایک الف بڑھا دیا جاتا ہے مثلاً مُحَمَّدٌ سے مُحَمَّدً لکھنا غلط ہے، بلکہ مُحَمَّدًا لکھا جائے گا۔ اسی طرح کِتَابٌ سے کِتَابًا وغیرہ۔

(ii) اس قاعدہ کے دو استثناء ہیں۔ اوّل یہ کہ جس لفظ کا آخری حرف گول ''ــــة'' یعنی (تائے مربوطہ) ہو اس پر دو زبر لکھتے وقت الف کا اضافہ نہیں ہوگا، مثلاً جَنَّتًا لکھنا غلط ہے، اسے جَنَّةً لکھا جائے گا۔ دیکھئے! بِنتٌ کا لفظ گول ''ة'' پر نہیں بلکہ لمبی ت (یعنی تائے مبسوطہ) پر ختم ہو رہا ہے۔ اس لیے اس پر استثناء کا اطلاق نہیں ہوا اور حالتِ نصب میں اس پر دو زبر لکھتے وقت الف کا اضافہ کیا گیا۔

(iii) دوسرا استثناء یہ ہے کہ جو لفظ الف یا واؤ کے ساتھ ہمزہ پر ختم ہو اس کے آخر میں بھی الف کا اضافہ نہیں ہوگا۔ مثلاً سَمَاءٌ سے سَمَاءً۔ دیکھئے شَیْءٌ کا لفظ بھی ہمزہ پر ختم ہو رہا ہے لیکن اس سے قبل الف یا واؤ نہیں بلکہ ''ی'' ہے، اس لیے اس پر دو زبر لگاتے وقت الف کا اضافہ کیا گیا ہے، یعنی شَیْءٌ سے شَیْئًا۔

مشق نمبر ۱

نیچے دیے ہوئے الفاظ کو الگ کاغذ پر دوبارہ لکھیں۔ اس سلسلہ میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ (۱) کاغذ پر سب سے پہلے اپنا نام اور رول نمبر لکھیں۔ (۲) صرف عربی الفاظ لکھیں، اگر کوئی لفظ غلط لکھا ہوا ہے تو اسے درست کر کے لکھیں۔ (۳) ہر لفظ کے آگے بریکٹ میں اس کی حالت لکھیں۔ مثلاً جَنَّةٌ (رفع)، کِتَابًا (نصب) وغیرہ۔ اگر کسی لفظ کے معنی نہیں معلوم ہیں، تب بھی آپ کو اس کی حالت پہچان لینی چاہیے۔ رَسُوْلاً، شَیْءٍ، جَنَّتًا، شَیْئًا، مَحْمُوْدٌ، بِنْتٍ، آیَتًا، بِنْتًا، شَهْوَةٌ، عَذَابٍ، رِجْزٌ، سَمَاءًا، حَامِدًا، صِبْغَةٌ، خِزْیٌ، سُوْءٍ۔

ضروری ہدایت

کسی سبق میں جہاں کہیں بھی کسی عربی لفظ کے معنی دیے ہوئے ہیں ان کو یاد کرنا اپنے اوپر لازم کر لیں۔ جب تک کسی سبق میں دیے گئے تمام الفاظ کے معانی یاد نہ ہو جائیں، اس وقت تک

اس سبق کی مشق نہ کریں۔اس کی وجہ سمجھ لیں۔

چند اسباق کے بعد آپ کو مرکبات اور جملے بنانے ہیں اوران کے ترجمے کرنے ہیں۔گزشتہ اسباق میں دیے گئے الفاظ کے معانی اگر آپ کو یاد نہیں ہوں گے تو یہ کام آپ کے لیے بہت مشکل ہو جائے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس کتاب میں اکثریت ایسے الفاظ کی ہے جو قرآن مجید میں استعمال ہوئے ہیں۔ ان کے معانی یاد ہونے سے آپ کو قرآن مجید کا ترجمہ سمجھنے میں آسانی ہو گی۔

اسم کی حالت (حصہ دوم)

۳:۱ گزشتہ سبق میں ہم نے پڑھا ہے کہ عربی کے تقریباً ۸۰۔۸۵ فیصد اسماء کا آخری حصہ تینوں حالتوں میں تبدیل ہو جاتا ہے اور ایسے اسماء کو معرب کہتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ باقی ۱۵۔۲۰ فیصد اسماء تبدیل ہوتے ہیں یا نہیں؟ اور عبارت میں ان کی حالت کو کیسے پہچانتے ہیں؟ اس سبق میں ہم نے یہی بات سمجھنی ہے۔

۳:۲ عربی کے باقی پندرہ بیس فیصد اسماء جو معرب منصرف نہیں ہیں' ان میں سے زیادہ تر ایسے ہیں جن کا آخری حرف تینوں حالتوں میں نہیں بدلتا بلکہ وہ صرف دو شکلیں اختیار کرتے ہیں' یعنی حالتِ رفع میں ان کی شکل الگ ہوتی ہے لیکن نصب اور جر دونوں حالتوں میں ان کی شکل ایک جیسی رہتی ہے۔ ایسے اسماء کو عربی قواعد میں ''معرب غیر منصرف'' یا صرف ''غیر منصرف'' بھی کہا جاتا ہے۔ اسم غیر منصرف کے آخری حرف کی تبدیلی کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

چند معرب غیر منصرف اسماء کی گردان مع معانی

حالت رفع	معنی	حالت نصب	حالت جر
اِبْرَاهِيْمُ	مرد کا نام	اِبْرَاهِيْمَ	اِبْرَاهِيْمَ
مَكَّةُ	شہر کا نام	مَكَّةَ	مَكَّةَ
مَرْيَمُ	عورت کا نام	مَرْيَمَ	مَرْيَمَ
اِسْرَائِيْلُ	قوم کا نام	اِسْرَائِيْلَ	اِسْرَائِيْلَ
اَحْمَرُ	سرخ	اَحْمَرَ	اَحْمَرَ
اَسْوَدُ	سیاہ	اَسْوَدَ	اَسْوَدَ

۳:۳ اُمید ہے کہ مذکورہ مثالوں میں آپ نے یہ بات نوٹ کر لی ہوگی کہ:

(i) غیر منصرف اسماء کی نصب اور جر ایک ہی شکل میں آتی ہے۔ مثلاً اِبْرَاهِيْمُ حالت رفع

سے حالتِ نصب میں اِبْرَاهِیْمَ ہو گیا لیکن حالتِ جر میں اِبْرَاهِیْمِ نہیں ہوا بلکہ اِبْرَاهِیْمَ ہی رہا۔ اسی طرح باقی اسماء کی بھی نصب اور جر میں ایک ہی شکل ہے۔

(ii) غیر منصرف اسماء کے آخری حرف پر حالتِ رفع میں ایک پیش (ُ) اور نصب اور جر دونوں حالتوں میں صرف ایک زبر (َ) آتی ہے۔ لہٰذا ایک زبر (َ) لکھتے وقت الف کا اضافہ نہیں ہوتا۔ یہ قاعدہ صرف دوزبر (ً) کے لیے مخصوص ہے۔ یاد رکھئے کہ اسم غیر منصرف کے آخر پر تنوین کبھی نہیں آتی۔ جس کی وجہ سے معرب اور غیر منصرف اسماء میں تمیز کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

۳:۴ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ فلاں اسم معرب منصرف ہے یا غیر منصرف! تو اس کی حقیقت تو یہ ہے کہ غیر منصرف اسماء کے کچھ قواعد ہیں جو آخر میں پڑھائے جاتے ہیں۔ فی الحال ہمارا طریقہ کار یہ ہو گا کہ ذخیرۂ الفاظ میں ہم غیر منصرف اسماء کی نشاندہی ان کے آگے لفظ (غ) بنا کر کر دیا کریں گے۔ گویا سردست آپ کو جن اسماء کے متعلق بتا دیا جائے انہیں غیر منصرف سمجھئے، ان پر کبھی تنوین نہ ڈالیے اور ان کی رفع، نصب، جر (ُ) (َ) (َ) کے ساتھ لکھئے۔ نیز یہ بھی نوٹ کرلیں کہ عربی میں عورتوں، شہروں اور ملکوں کے نام عام طور پر غیر منصرف ہوتے ہیں۔

۳:۵ عربی زبان کے کچھ گنے چنے اسماء ایسے بھی ہیں جو رفع، نصب، جر، تینوں حالتوں میں کوئی تبدیلی قبول نہیں کرتے اور تینوں حالتوں میں ایک جیسے رہتے ہیں۔ ایسے اسماء کو مَبْــــنِیُ کہتے ہیں۔ ان کا کوئی قاعدہ نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں بھی ہمارا طریقۂ کار یہ ہو گا کہ ذخیرۂ الفاظ میں ان کے آگے (م) بنا کر ہم نشاندہی کریں گے کہ یہ الفاظ مبنی ہیں۔ ان کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

چند مبنی اسماء کی گردان مع معانی

حالت رفع	معنی	حالت نصب	حالت جر

حالت جر	حالت نصب	معنی	حالت رفع
هٰذَا	هٰذَا	یہ (مذکر)	هٰذَا
اَلَّذِیْ	اَلَّذِیْ	جو کہ (مذکر)	اَلَّذِیْ
تِلْکَ	تِلْکَ	وہ (مؤنث)	تِلْکَ

۳:۶ اب اسم کی حالت کے متعلق چند باتیں سمجھ کر یاد کر لیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ کسی لفظ کے آخری حصہ میں ہونے والی تبدیلی کو عربی گرامر میں ''اعراب'' کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ کسی اسم کی حالت سے مراد اس کی اعرابی حالت ہی ہوتی ہے، جو تین ہی ہوتی ہیں، یعنی رفع، نصب یا جر۔ اور ہر اسم عبارت میں استعمال ہوتے وقت مرفوع، منصوب یا مجرور ہوتا ہے۔

۳:۷ دوسری بات یہ ہے کہ کسی لفظ کی اعرابی حالت چونکہ زیادہ تر حرکات یعنی زبر، زیر یا پیش کی تبدیلی سے ظاہر کی جاتی ہے، اس لیے حرکات لگانے کو بھی غلطی سے اِعراب کہہ دیتے ہیں، جبکہ ان دونوں میں فرق ہے۔ اِعراب اور حرکات کے فرق کو ہم ایک لفظ کی مدد سے سمجھ لیتے ہیں، لفظ مُنَافِقٌ کے آخری حرف ''ق'' پر جو دو پیش (ٌ) ہیں، یہ اس لفظ کا اعراب ہے، جبکہ ''ق'' سے پہلے کے حروف پر جہاں کہیں بھی زبر (َ)، زیر (ِ) اور پیش (ُ) لگی ہوئی ہیں، وہ سب اس لفظ کی حرکات ہیں۔ اسی طرح لفظ اِبْرَاهِیْمُ کے آخری حرف میم پر ایک پیش (ُ) اس کا اعراب ہے، جبکہ اس سے پہلے کے حروف پر زبر (َ) اور زیر (ِ) اس کی حرکات ہیں۔

۳:۸ آخری بات یہ ہے کہ زبر جب حرکت کے طور پر استعمال ہوتا ہے تو اسے فتح کہتے ہیں اور اِعراب میں اُسے نصب کہا جاتا ہے۔ زیر کو حرکت میں کسرہ اور اِعراب میں جر کہتے ہیں۔ اسی طرح پیش کو حرکت میں ضمہ اور اِعراب میں رفع کہتے ہیں۔

مشق نمبر۲

مندرجہ ذیل اسماء سے اسم کی گردان کریں۔ان میں سے جو اسماء غیر منصرف ہیں ان کے آگے (غ) اور جو مبنی ہیں ان کے آگے (م) بنا دیا گیا ہے' تا کہ انہیں ذہن نشین کرلیں اور گردان اس کے مطابق کریں۔ساتھ ہی الفاظ کے معنی بھی یاد کریں۔

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
ثَوَابٌ	اجر۔ثواب	مَسَاجِدُ (غ)	مسجد کی جمع
نَفْسٌ	جان	رِجْزٌ	گندگی۔آفت
عِمْرَانُ (غ)	ایک نام	هٰٓـؤُلَآءِ (م)	یہ لوگ
سَيِّئَةٌ	برائی	جِدَارٌ	دیوار
مُسْلِمٌ	مسلمان	يُوْسُفُ (غ)	ایک نام
اَلَّتِیْ (م)	جو کہ (مؤنث)	شَمْسٌ	سورج
مَاءٌ	پانی	مَدِيْنَةٌ	شہر
بَابٌ	دروازہ	صِبْغَةٌ	رنگ
آيَةٌ	نشانی	ثَمَرٌ	پھل
شَهْوَةٌ	خواہش	خِزْيٌ	رسوائی

جنس

۴:۱ کسی اسم کو عبارت میں درست طریقے پر استعمال کرنے کے لیے جن چار پہلوؤں سے دیکھا جانا ضروری ہے' ان میں سے پہلی چیز اسم کی حالت (یا اعرابی حالت) ہے' جس پر پچھلے سبق میں کچھ بات ہو چکی ہے۔ اسم کی بحث میں دوسرا اہم پہلو ''جنس'' کا ہے۔ جنس کے لحاظ سے عربی زبان میں (بلکہ عموماً ہر زبان میں) اسم کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ وہ یا مذکر ہوگا' یعنی عبارت میں اس کا ذکر ایسے ہوگا جیسے کسی نر (male) کا ذکر ہو رہا ہے' یا پھر مونث کے طور پر استعمال ہوگا۔ ہر زبان میں الفاظ کے مذکر و مؤنث کے استعمال کے قواعد یکساں نہیں ہیں۔ کسی زبان میں ایک لفظ مذکر بولا جاتا ہے تو دوسری زبان میں وہ مؤنث ہو سکتا ہے۔ مثلاً انگریزی میں بحری جہاز (ship) اور چاند (moon) مؤنث استعمال ہوتے ہیں مگر اردو میں مذکر۔ لہٰذا کسی بھی زبان کو سیکھنے کے لیے اس زبان کے اسماء کی تذکیر و تانیث یعنی ان کو مذکر یا مونث کی طرح استعمال کرنے کا علم ہونا ضروری ہے۔

۴:۲ عربی اسماء پر غور کرنے سے علماءِ نحو نے یہ دیکھا کہ یہاں مذکر اسم کے لیے تو کوئی خاص علامت نہیں مگر مؤنث اسماء معلوم کرنے کی کچھ علامات ضرور ہیں' جنہیں علاماتِ تانیث کہتے ہیں۔ لہٰذا عربی سیکھنے والوں کو چاہیے کہ وہ کسی اسم کے استعمال میں اس کی جنس کو متعین کرنے کے لیے علاماتِ تانیث کے لحاظ سے اس کو دیکھیں۔ اگر اس میں تانیث کی کوئی بات پائی جاتی ہے تو وہ اسم مؤنث شمار ہوگا' ورنہ اسے مذکر ہی Œ جائے گا۔ کسی اسم میں تانیث کی شناخت کے حسبِ ذیل طریقے ہیں۔

۴:۳ پہلا طریقہ یہ ہے کہ لفظ کے معنی پر غور کریں۔ اگر وہ کسی حقیقی مونث کے لیے ہے یعنی اس کے مقابلہ پر مذکر (یا نر) جوڑا بھی ہوتا ہے' جیسے اِمْرَاَةٌ (عورت) کے مقابلہ پر رَجُلٌ (مرد)' اُمٌّ (ماں) کے مقابلہ پر اَبٌ (باپ) وغیرہ —— تو وہ لازماً مؤنث ہوگا۔ ایسے اسماء کو ''مؤنث

حقیقی'' کہتے ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ لفظ کو دیکھیں کہ اس میں تانیث کی کوئی علامت موجود ہے؟ یہ علامات تین ہیں اور ان میں سے ہر ایک اسم کے آخری حصہ میں آتی ہے۔علامات یہ ہیں ''ۃ''، ''ـَ اءُ''، ''ـٰی''، یعنی کوئی اسم اگر ان میں سے کسی ایک کے ساتھ ختم ہوتا نظر آئے تو اسے مؤنث سمجھا جائے گا۔ایسے اسماء کو ''مؤنث قیاسی'' کہتے ہیں۔

۴:۴ اب یہ بات سمجھ لیجیے کہ جن الفاظ کے آخر میں گول ''ۃ'' آتی ہے' عربی میں انہیں مؤنث مانا جاتا ہے۔مثلاً جَنَّـةٌ (باغ) یا صَلٰوۃٌ (نماز) وغیرہ عربی میں مؤنث استعمال ہوتے ہیں۔ نیز اکثر الفاظ کو مؤنث بنانے کا طریقہ بھی یہی ہے کہ مذکر لفظ کے آخری حرف پر زبر لگا کر اس کے آگے گول ''ۃ'' کا اضافہ کر دیتے ہیں جیسے کَـافِرٌ (کافر) سے کَـافِرَۃٌ (کافرہ)' حَسَنٌ (اچھا۔خوبصورت) سے حَسَنَۃٌ (اچھی۔خوبصورت) وغیرہ۔اس قاعدہ سے گنتی کے چند الفاظ مستثنیٰ ہیں' مثلاً خَلِیُفَۃٌ (مسلمانوں کا حکمران)' عَلَّامَۃٌ (بہت بڑا عالم) وغیرہ۔حالانکہ ان کے آخر میں گول ''ۃ'' ہے' لیکن یہ مذکر استعمال ہوتے ہیں۔ دوسری علامتِ تانیث ''ـَ اءُ'' ہے جسے الف ممدودہ کہتے ہیں۔جن اسماء کے آخر میں یہ علامت آتی ہے انہیں بھی مؤنث مانا جاتا ہے' مثلاً حَمۡرَاءُ (سرخ)' خَضۡرَاءُ (سبز) وغیرہ۔خیال رہے کہ الف ممدودہ پر ختم ہونے والے اسماء غیر منصرف ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ہمزہ پر تنوین کے بجائے ایک پیش آتی ہے۔ تیسری علامتِ تانیث ''ـٰی'' ہے' جسے الفِ مقصورہ کہتے ہیں۔جن اسماء کے آخر میں یہ علامت آتی ہے انہیں بھی مؤنث مانا جاتا ہے' مثلاً عُـظۡمٰی (عظیم)' کُبۡرٰی (بڑی) وغیرہ۔خیال رہے کہ الف مقصورہ پر ختم ہونے والے اسماء رفع' نصب اور جر تینوں حالتوں میں کوئی تبدیلی قبول نہیں کرتے۔اس لیے مختلف اعرابی حالتوں میں ان کا استعمال بھی مبنی اسماء کی طرح ہوگا۔

۴:۵ بہت سے اسم ایسے ہوتے ہیں جو درحقیقت نہ تو مذکر ہوتے ہیں' نہ مؤنث اور نہ ہی ان پر مؤنث کی کوئی علامت ہوتی ہے۔ایسے اسماء کی جنس کا تعین اس بنیاد پر ہوتا ہے کہ اہل زبان انہیں کس طرح بولتے ہیں۔جن اسماء کو اہل زبان مؤنث بولتے ہیں انہیں ''مؤنث سماعی'' کہتے ہیں' اس لیے کہ ہم اہل زبان کو اسی طرح بولتے ہوئے سنتے ہیں۔مثال کے طور پر سورج کو لے لیں۔ اب حقیقتاً سورج نہ تو مذکر ہے اور نہ ہی مؤنث۔ ہم نے اردو کے اہل زبان کو اسے

مذکر بولتے ہوئے سنا ہے' اس لیے اردو میں سورج مذکر ہے۔ جبکہ عربی کے اہل زبان شَمْسٌ (سورج) کو مؤنث بولتے ہیں۔ اس لیے عربی میں شَمْسٌ مؤنثِ سماعی ہے۔ اس کی ایک دلچسپ مثال یہ ہے کہ دہلی والے دہی کو ''کھٹا'' کہتے ہیں جبکہ لکھنؤ والے اسے ''کھٹّی'' کہتے ہیں۔ اس لیے لکھنؤ والوں کے لیے دہی مؤنثِ سماعی ہے۔ اب ذیل میں چند الفاظ دیے جارہے ہیں جو اردو اور عربی دونوں زبانوں میں مؤنث بولے جاتے ہیں۔ آپ ان کے معنی یاد کرلیں اور یہ بھی یاد رکھیں کہ یہ مؤنث سماعی ہیں:

اَرْضٌ	زمین	سَمَاءٌ	آسمان
حَرْبٌ	لڑائی	رِيْحٌ	ہوا
نَارٌ	آگ	نَفْسٌ	جان

ان کے علاوہ ملکوں کے نام بھی مؤنثِ سماعی ہیں' جیسے مِصْرُ' اَلشَّامُ وغیرہ۔ نیز انسانی بدن کے ایسے اعضاء جو جوڑے جوڑے ہوتے ہیں' وہ بھی اکثر و بیشتر مؤنثِ سماعی ہیں مثلاً یَدٌ (ہاتھ)' رِجْلٌ (پاؤں)' اُذُنٌ (کان) وغیرہ۔

۶:۴ گزشتہ سبق میں ہم نے اسم کی گردان کی تھی تو حالت کے لحاظ سے ایک لفظ کی تین شکلیں بنی تھیں۔ لیکن اب مذکر کی تین شکلیں ہوں گی اور مؤنث کی بھی تین۔ اس طرح ایک لفظ کی اب چھ شکلیں ہوں گی۔ البتہ مؤنثِ سماعی کی تین ہی شکلیں ہوں گی' کیونکہ ان کا مذکر نہیں ہوگا۔ اس کی مثال مندرجہ ذیل ہے:

	حالتِ رفع	حالتِ نصب	حالتِ جر
مذکّر	كَافِرٌ	كَافِرًا	كَافِرٍ
مؤنث	كَافِرَةٌ	كَافِرَةً	كَافِرَةٍ

مذکّر مؤنث	حَسَنٌ حَسَنَةٌ	حَسَنًا حَسَنَةً	حَسَنٍ حَسَنَةٍ
مؤنث (سماعی)	نَفْسٌ	نَفْسًا	نَفْسٍ

۞۞

مشق نمبر۳

مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی یاد کریں اور اسم کی گردان کریں۔ مؤنث حقیقی میں مذکر و مؤنث دونوں الفاظ ساتھ دیے گئے ہیں۔ جو اسماء مؤنث سماعی ہیں ان کے آگے (س) لکھا گیا ہے۔ باقی الفاظ کے مؤنث آپ کو خود بنانے ہیں۔ الفاظ کو اوپر سے نیچے پڑھیں:

اَخٌ	بھائی	هٰذَا (م)	یہ (مذکر)
اُخْتٌ	بہن	هٰذِهٖ (م)	یہ (مؤنث)
فَاسِقٌ	بدکار	حُلْوٌ	میٹھا
قَبِیْحٌ	برا۔ بدصورت	جَیِّدٌ (س)	عمدہ
عَرِیْسٌ	دولہا	دَارٌ (س)	گھر
عَرُوْسٌ	دلہن	کَبِیْرٌ	بڑا
شَدِیْدٌ	سخت	صَغِیْرٌ	چھوٹا
سُوْقٌ (س)	بازار	صَادِقٌ	سچا
قَصِیْرٌ	کوتاہ	کَاذِبٌ	جھوٹا
بَاکِسْتَانُ (غ۔س)	پاکستان	مُطْمَئِنٌّ	اطمینان والا
عَیْنٌ (س)	آنکھ، چشمہ	اَلَّذِیْ (م)	جو کہ (مذکر)
نَجَّارٌ	بڑھئی	اَلَّتِیْ (م)	جو کہ (مونث)
خَبَّازٌ	نانبائی	طَوِیْلٌ	لمبا
خَیَّاطٌ	درزی		

❁❁

عدد

<u>۵:۱</u> دوسری زبانوں میں عدد یعنی تعداد کے لحاظ سے اسم کی دو ہی قسمیں ہوتی ہیں' ایک کے لیے واحد یا مفرد اور دو یا دو سے زیادہ کے لیے جمع۔ لیکن عربی میں جمع تین سے شروع ہوتی ہے اور دو کے لیے الگ اسم اور فعل استعمال ہوتے ہیں۔ دو کے صیغے کو تثنیہ کہتے ہیں۔ اس طرح عربی میں عدد کے لحاظ سے اسم کی تین قسمیں ہیں: واحد' تثنیہ اور جمع۔ کسی اسم کو واحد سے تثنیہ یا جمع بنانے کے لیے کچھ قاعدے ہیں جن کا اس سبق میں ہم مطالعہ کریں گے۔

واحد سے تثنیہ بنانے کا قاعدہ

<u>۵:۲</u> اس سلسلہ میں پہلی بات یہ ذہن نشین کرلیں کہ اسم خواہ مذکر ہو یا مؤنث' دونوں کے تثنیہ بنانے کا ایک ہی قاعدہ ہے۔ اور وہ قاعدہ یہ ہے کہ حالتِ رفع میں واحد اسم کے آخری حرف پر زبر (ـَ) لگا کر اس کے آگے الف اور نونِ مکسورہ یعنی (ـَانِ) کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ مثلاً مُسْلِمٌ سے مُسْلِمَانِ' مُسْلِمَةٌ سے مُسْلِمَتَانِ وغیرہ۔ جب کہ حالت نصب اور جر میں واحد اسم کے آخری حرف پر زبر (ـَ) لگا کر اس کے آگے یائے ساکن اور نونِ مکسورہ یعنی (ـَيْـنِ) کا اضافہ کرتے ہیں' جیسے مُسْلِمٌ سے مُسْلِمَيْنِ' مُسْلِمَةٌ سے مُسْلِمَتَيْنِ۔ اس قاعدہ کا استثناء ابھی تک میرے علم میں نہیں آیا۔ اس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

واحد	تثنیہ		
	رفع ـَ انِ	نصب ـَ يْنِ	جر ـَ يْنِ
كِتَابٌ	كِتَابَانِ	كِتَابَيْنِ	كِتَابَيْنِ
جَنَّـةٌ	جَنَّـتَانِ	جَنَّـتَيْنِ	جَنَّـتَيْنِ
مُسْلِمٌ	مُسْلِمَانِ	مُسْلِمَيْنِ	مُسْلِمَيْنِ
مُسْلِمَةٌ	مُسْلِمَتَانِ	مُسْلِمَتَيْنِ	مُسْلِمَتَيْنِ

۵:۳ جمع کی قسمیں: عربی زبان میں جمع دو طرح کی ہوتی ہے: جمع سالم اور جمع مکسر۔ جمع سالم میں واحد لفظ جوں کا توں موجود رہتا ہے اور اس کے آخر پر کچھ حرفوں کا اضافہ کر کے جمع بنا لیتے ہیں۔ جس طرح انگریزی میں واحد لفظ کے آخر میں s یا es بڑھا کر جمع بناتے ہیں۔ مگر جس طرح انگریزی میں تمام اسماء کی جمع اس قاعدے کے مطابق نہیں بنتی بلکہ کچھ کی مختلف بھی ہوتی ہے۔ مثلاً his کی جمع their ہے۔ اسی طرح عربی میں بھی تمام اسماء کی جمع سالم نہیں بنتی بلکہ کچھ اسماء کی جمع اس طرح آتی ہے کہ یا تو واحد لفظ کے حروف تتر بتر ہو جاتے ہیں یا بالکل تبدیل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً عَبْدٌ (غلام، بندہ) کی جمع عِبَادٌ اور اِمْرَاَۃٌ کی جمع نِسَاءٌ ہے۔ ان کو جمع مکسر کہتے ہیں۔ مکسر کے معنی ہیں "توڑا ہوا" چونکہ اس میں واحد لفظ کے حروف کی ترتیب ٹوٹ جاتی ہے اس لیے انہیں جمع مکسر کہتے ہیں۔ اب ہم جمع سالم بنانے کا قاعدہ سمجھتے ہیں۔ لیکن پہلے یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ واحد سے تثنیہ بنانے کا قاعدہ مذکر اور مؤنث، دونوں کے لیے ایک ہی ہے، جبکہ واحد سے جمع سالم بنانے کا قاعدہ مذکر کے لیے الگ ہے اور مؤنث کے لیے الگ۔

۵:۴ جمع مذکر سالم بنانے کا قاعدہ: حالتِ رفع میں واحد اسم کے آخری حرف پر ایک پیش (ـُ) لگا کر اس کے آگے واوٴ ساکن اور نونِ مفتوحہ یعنی (ـُوْنَ) کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ مثلاً: مُسْلِمٌ سے مُسْلِمُوْنَ۔ جب کہ حالتِ نصب اور جر میں واحد اسم کے آخری حرف پر زیر (ـِ) لگا کر اس کے آگے یائے ساکن اور نونِ مفتوحہ یعنی (ـِیْـنَ) کا اضافہ کرتے ہیں۔ جیسے مُسْـلِـمٌ سے مُسْـلِـمِیْـنَ۔ اس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

واحد	جمع مذکر سالم		
	رفع (ـُ وْنَ)	نصب (ـِ یْنَ)	جر (ـِ یْنَ)
مُسْلِمٌ	مُسْلِمُوْنَ	مُسْلِمِیْنَ	مُسْلِمِیْنَ
نَجَّارٌ	نَجَّارُوْنَ	نَجَّارِیْنَ	نَجَّارِیْنَ

خَیَّاط	خَیَّاطُوْنَ	خَیَّاطِیْنَ	خَیَّاطِیْنَ
فَاسِقٌ	فَاسِقُوْنَ	فَاسِقِیْنَ	فَاسِقِیْنَ

۵:۵ جمع مؤنث سالم بنانے کا قاعدہ: اس قاعدہ کے تحت ایسے مؤنث اسماء کی جمع سالم بنتی ہے جن کے آخر میں تائے مربوطہ آتی ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ تائے مربوطہ گرا کر حالت رفع میں (اتٌ) جبکہ حالتِ نصب اور جر میں (اتٍ) لگا دیتے ہیں' جیسے کَافِرَۃٌ سے کَافِرَاتٌ اور کَافِرَاتٍ. اس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

واحد	جمع مونث سالم		
	رفع (اتٌ)	نصب (اتٍ)	جر (اتٍ)
مُسْلِمَۃٌ	مُسْلِمَاتٌ	مُسْلِمَاتٍ	مُسْلِمَاتٍ
فَاسِقَۃٌ	فَاسِقَاتٌ	فَاسِقَاتٍ	فَاسِقَاتٍ

۵:۶ جمع مکسر: جمع مکسر بنانے کا کوئی خاص قاعدہ نہیں ہے۔ انہیں یاد کرنا ہوتا ہے۔ اس لیے اب ذخیرۂ الفاظ میں ہم واحد کے سامنے ان کی جمع مکسر لکھ دیا کریں گے تاکہ آپ انہیں یاد کرلیں۔ جمع مکسر زیادہ تر معرب منصرف ہوتی ہیں' لیکن کچھ غیر منصرف بھی ہوتی ہیں۔ ان کی سادہ سی پہچان یہ ہے کہ جن کے آخری حرف پر دو پیش (ـٌ) ہوں تو انہیں معرب منصرف مانیں اور جن کے آخری حرف پر ایک پیش ہو انہیں غیر منصرف سمجھیں۔

۵:۷ صورتِ اعراب: پیرا نمبر ۲:۳ میں آپ کو بتایا تھا کہ عربی عبارت میں اسم کی حالت کو پہچاننے کی علامات یعنی صورت اعراب ایک سے زیادہ ہیں۔ اب آپ نوٹ کرلیں کہ آپ نے تمام صورت اعراب پڑھ لی ہیں جو کہ کل پانچ ہیں۔ انہیں ہم دوبارہ یکجا کر کے دے رہے ہیں تاکہ آپ انہیں ذہن نشین کرلیں۔

صورتِ اعراب				کس قسم کے اسماء اس صورت میں آتے ہیں
	رفع	نصب	جر	
(۱)	ـٌ	ـً	ـٍ	معرب منصرف۔ واحد اور جمع مکسّر (مذکر و مؤنث)
(۲)	ـُ	ـَ	ـَ	غیر منصرف۔ واحد اور جمع مکسّر (مذکر و مؤنث)
(۳)	ـَانِ	ـَیْنِ	ـَیْنِ	صرف تثنیہ (مذکر و مؤنث)
(۴)	ـُوْنَ	ـِیْنَ	ـِیْنَ	صرف جمع مذکر سالم
(۵)	ـَاتٌ	ـَاتٍ	ـَاتٍ	صرف جمع مؤنث سالم

مذکورہ بالا نقشہ میں پہلی دو صورتِ اعراب کو ''اِعراب بالحرکة'' کہتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ تبدیلی زبر، زیر، پیش یعنی حرکات کی تبدیلی سے ہوتی ہے۔ جب کہ آخری تین صورتِ اعراب کو ''اِعراب بالحروف'' کہتے ہیں۔

5:8 گذشتہ سبق میں ہم نے اسم کی گردان کی تو ایک لفظ کی چھ شکلیں بنائی تھیں۔ لیکن اب ہم نے واحد کا تثنیہ اور جمع بھی بنانا ہے اس لیے ایک لفظ کی اب اٹھارہ شکلیں ہوں گی۔ البتہ مذکر غیر حقیقی کا مؤنث نہیں آئے گا اور مؤنث غیر حقیقی کا مذکر نہیں آئے گا۔ اس لیے ان کی نو، نو شکلیں ہوں گی۔ مثال کے طور پر ہم ایک لفظ مُسْلِمٌ لیتے ہیں۔ اس کا مؤنث بھی بنتا ہے، اس لیے اس کی اٹھارہ شکلیں بنائیں گے۔ دوسرا لفظ کِتَابٌ لیتے ہیں۔ یہ مذکر غیر حقیقی ہے۔ اس کا مؤنث نہیں آئے گا، اس لیے اس کی نو شکلیں ہوں گی اور اس کی جمع مکسر کُتُبٌ آتی ہے۔ تیسرا لفظ جَنَّةٌ لیتے ہیں۔ یہ مؤنث غیر حقیقی ہے۔ اس کا مذکر نہیں آئے گا، اس لیے اس کی بھی نو شکلیں ہوں گی۔ تینوں الفاظ کے اسماء کی گردانیں مندرجہ ذیل ہیں:

		حالت رفع	حالت نصب	حالت جر
	واحد :	مُسْلِمٌ	مُسْلِمًا	مُسْلِمٍ
مذکر	تثنیہ :	مُسْلِمَانِ	مُسْلِمَيْنِ	مُسْلِمَيْنِ

	جمع :	مُسْلِمُوْنَ	مُسْلِمِيْنَ	مُسْلِمِيْنَ
	واحد :	مُسْلِمَةٌ	مُسْلِمَةً	مُسْلِمَةٍ
مؤنث	تثنیہ :	مُسْلِمَتَانِ	مُسْلِمَتَيْنِ	مُسْلِمَتَيْنِ
	جمع :	مُسْلِمَاتٌ	مُسْلِمَاتٍ	مُسْلِمَاتٍ

	واحد :	كِتَابٌ	كِتَابًا	كِتَابٍ
مذکر غیر حقیقی	تثنیہ :	كِتَابَانِ	كِتَابَيْنِ	كِتَابَيْنِ
	جمع :	كُتُبٌ	كُتُبًا	كُتُبٍ

	واحد :	جَنَّةٌ	جَنَّةً	جَنَّةٍ
مؤنث غیر حقیقی	تثنیہ :	جَنَّتَانِ	جَنَّتَيْنِ	جَنَّتَيْنِ
	جمع :	جَنَّاتٌ	جَنَّاتٍ	جَنَّاتٍ

مشق نمبر ۴ (الف)

مندرجہ ذیل الفاظ کے مؤنث بنائیں اور اسم کی گردان کریں۔

(i) مُؤْمِنٌ (ii) مُشْرِكٌ (iii) صَادِقٌ

(iv) كَاذِبٌ (v) جَاهِلٌ (vi) عَالِمٌ

مشق نمبر ۴ (ب)

مندرجہ ذیل الفاظ مذکر غیر حقیقی ہیں۔ ان کے معنی اور جمع مکسر یاد کریں اور اسم کی گردان کریں۔

مَسْجِدٌ	(ج مَسَاجِدُ)	مسجد	مَقْعَدٌ	(ج مَقَاعِدُ)	بنچ
ذَنْبٌ	(ج ذُنُوْبٌ)	گناہ	رَأْسٌ	(ج رُءُوْسٌ)	سر
نَهْرٌ	(ج اَنْهَارٌ)	نہر	وَلِيٌّ	(ج اَوْلِيَاءُ)	دوست
قَلْبٌ	(ج قُلُوْبٌ)	دل			

مشق نمبر ۴ (ج)

مندرجہ ذیل الفاظ مؤنث غیر حقیقی ہیں۔ اِن کے معنی یاد کریں۔ جن کے آگے جمع مکسّر دی گئی ہے ان کے علاوہ باقی الفاظ کی جمع سالم بنے گی۔ پھر تمام اسماء کی گردان کریں۔

اُذُنٌ	(ج اٰذَانٌ)	کان	رِجْلٌ	(ج اَرْجُلٌ)	پاؤں
اٰيَةٌ		نشانی	بَيِّنَةٌ		واضح دلیل یا کھلی نشانی
سَيِّئَةٌ		برائی	سَيَّارَةٌ		موٹر کار
سُوْقٌ	(ج اَسْوَاقٌ)	بازار			

ضروری ہدایات

اس سبق میں ایک لفظ کی آپ ۱۸ شکلیں بنا رہے ہیں۔ اس کے بعد اگلے سبق میں ایک لفظ کی آپ ان شاء اللہ ۳۶ شکلیں بنائیں گے۔ اس مرحلہ پر اکثر طلبہ اس کو بے مقصد مشقت سمجھ کر بد دلی کا شکار ہو جاتے ہیں اور ان مشقوں میں دلچسپی نہیں لیتے۔ اس لیے ضروری ہے کہ آپ اس کا مقصد سمجھ لیں۔

آگے چل کر مرکبات اور جملوں میں کوئی اسم استعمال کرتے وقت آپ کو اسے چاروں پہلوؤں سے قواعد کے مطابق بنانا ہوگا۔ فرض کریں لفظ **مُسْلِمٌ** کو رفع، مؤنث، جمع اور معرفہ استعمال کرنا ہے۔ اب اگر آپ اس طرح کریں گے کہ پہلے **مُسْلِمٌ** کی مؤنث **مُسْلِمَةٌ** بنائیں، پھر اس کی جمع **مُسْلِمَاتٌ** بنائیں، پھر اس کا معرفہ **اَلْمُسْلِمَاتُ** بنائیں، تو اندازہ کریں کہ اس پر آپ کا کتنا وقت خرچ ہوگا۔

ان مشقوں کا مقصد آپ کے ذہن میں یہ صلاحیت پیدا کرنا ہے کہ لفظ **مُسْلِمٌ** کے مذکورہ چاروں پہلوؤں کے حوالے سے جب آپ سوچیں تو ذہن میں براہِ راست **اَلْمُسْلِمَاتُ** کا لفظ آئے۔ اس مرحلہ پر جو طلبہ دلچسپی اور توجہ سے یہ مشقیں کر لیں گے ان میں ان شاء اللہ یہ صلاحیت پیدا ہو جائے گی اور آگے چل کر ان کی بہت سی محنت اور وقت بچ جائے گا۔

❀❀

اسم بلحاظ وسعت

<u>۶:۱</u> وسعت کے لحاظ سے اسم دو طرح کا ہوتا ہے: (i) اسمِ نکرہ (Common Noun) اور (ii) اسمِ معرفہ (Proper Noun)۔ اسمِ نکرہ ایسے اسم کو کہتے ہیں جو کسی عام چیز پر بولا جائے۔ جیسے اردو میں ہم کہتے ہیں ''ایک لڑکا آیا''۔ اب یہاں اسم ''لڑکا'' نکرہ ہے۔ اردو میں اسمِ نکرہ کی کچھ علامتیں ہیں۔ مثلاً ''ایک''، ''کوئی''، ''کچھ''، ''بعض'' اور ''چند'' وغیرہ۔ اور اسمِ نکرہ کے ساتھ کوئی موزوں علامت لگانی ہوتی ہے۔ اس کے برعکس انگریزی میں لفظ ''The'' معرفہ کی علامت ہے۔ چنانچہ انگریزی میں ''boy'' اسمِ نکرہ ہے اور اس کا مطلب ہے ''کوئی لڑکا'' جبکہ ''The Boy'' اسمِ معرفہ ہے اور اس کا مطلب ہے ''لڑکا''۔ یعنی ایسا مخصوص لڑکا جو بات کرنے والوں کے ذہن میں موجود ہے یا گفتگو کے دوران جس کا ذکر آ چکا ہے۔

<u>۶:۲</u> عربی میں اسمِ نکرہ کی علامت یہ ہے کہ اسمِ نکرہ کے آخری حرف پر بالعموم تنوین آتی ہے۔ مثلاً ''man'' یا ''کوئی مرد'' کا عربی ترجمہ ہوگا ''رَجُلٌ''، ''رَجُلاً'' یا ''رَجُلٍ'' اور اسمِ معرفہ کی ایک عام علامت یہ ہے کہ اسم کے شروع میں لامِ تعریف یعنی ''اَلْ'' کا اضافہ کرتے ہیں اور آخری حرف سے تنوین ختم کر دیتے ہیں۔ مثلاً ''The Man'' یا ''مرد'' کا عربی ترجمہ ہوگا ''اَلرَّجُلُ''، ''اَلرَّجُلَ'' یا ''اَلرَّجُلِ''۔

<u>۶:۳</u> عربی میں اسمِ نکرہ کی کئی قسمیں ہیں لیکن فی الحال آپ کو تمام اقسام یاد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں دو اُصول یاد کر لیں۔ اوّل یہ کہ جو بھی اسم معرفہ نہیں ہوگا اسے نکرہ مانا جائے گا۔ دوم یہ کہ اسمِ نکرہ کے آخر میں عام طور پر تنوین آتی ہے۔ گنتی کے صرف چند الفاظ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ کچھ اسم ایسے ہیں جو کسی کے نام ہونے کی وجہ سے معرفہ ہوتے ہیں، لیکن ان کے آخر میں تنوین بھی آ جاتی ہے۔ جیسے مُحَمَّدٌ، زَیْدٌ وغیرہ اور ان کے درمیان تمیز کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ اسمِ نکرہ کی صرف دو قسمیں، جو زیادہ استعمال ہوتی ہیں، انہیں ذہن نشین کر لیں۔ ایک قسم ''اسمِ ذات'' ہے جو کسی جاندار یا بے جان چیز کی جنس کا نام ہو جیسے اِنْسَانٌ

(انسان)، فَرَسٌ (گھوڑا) یاحَجَرٌ (پتھر) وغیرہ۔ دوسری قسم ''اسمِ صفت'' ہے جو کسی چیز کی کوئی صفت ظاہر کرے۔ جیسے حَسَنٌ (اچھا' خوبصورت)' طَیِّبٌ (اچھا' پاک) یاسَھْلٌ (آسان) وغیرہ۔

۶:۴ فی الحال اسمِ معرفہ کی پانچ قسمیں ذہن نشین کرلیں:

(i) اسم عَلَمْ: یعنی وہ الفاظ جو کسی اسمِ ذات کی پہچان کے لیے اس کے نام کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے ایک انسان کی پہچان کے لیے حَامِدٌ ایک شہر کی پہچان کے لیے بُغْدَادُ وغیرہ۔

(ii) اسمِ ضمیر: یعنی وہ الفاظ جو کسی نام کی جگہ استعمال ہوتے ہیں' جیسے اردو میں ہم اس طرح نہیں کہتے کہ حامد کالج سے آیا اور حامد بہت خوش تھا' بلکہ یوں کہتے ہیں کہ حامد کالج سے آیا اور وہ بہت خوش تھا۔ یہاں لفظ ''وہ'' حامد کے لیے استعمال ہوا ہے' اس لیے معرفہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام ضمیریں معرفہ ہوتی ہیں۔ عربی میں اس کی مثالیں یہ ہیں: ھُوَ (وہ)' اَنْتَ (تو)' اَنَا (میں) وغیرہ۔

(iii) اسمِ اشارہ: یعنی وہ الفاظ جو کسی چیز کی طرف اشارہ کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں' جیسے ھٰذَا (یہ۔ مذکّر) ذٰلِکَ (وہ۔ مذکّر)۔ ذہن میں یہ بات واضح کرلیں کہ جب کسی چیز کی طرف اشارہ کر دیا جاتا ہے تو وہ کوئی عام چیز نہیں رہتی' بلکہ خاص ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام اسمائے اشارہ معرفہ ہیں۔

(iv) اسمِ موصول: جیسے اَلَّذِیْ (جو کہ۔ مذکّر) 'اَلَّتِیْ (جو کہ۔ مؤنث) وغیرہ۔ اسمائے موصولہ بھی معرفہ ہوتے ہیں۔

(v) مُعَرَّف بِاللّام : یعنی لام (اَلْ) سے معرفہ بنایا ہوا۔ جب کسی نکرہ لفظ کو معرفہ کے طور پر استعمال کرنا ہوتا ہے تو عربی میں اس سے پہلے الف لام (اَلْ) لگا دیتے ہیں' جسے لامِ تعریف کہتے ہیں۔ جیسے فَرَسٌ کے معنی ہیں کوئی گھوڑا' لیکن اَلْفَرَسُ کے معنی ہیں مخصوص گھوڑا۔ اَلرَّجُلُ (مخصوص مرد) وغیرہ۔

۶:۵ کسی نکرہ کو معرفہ بنانے کے لیے جب اس پر لامِ تعریف داخل کرتے ہیں تو پھر اُس لفظ کے استعمال میں چند قواعد کا خیال کرنا ہوتا ہے۔ فی الحال ان میں سے دو قواعد آپ ذہن نشین کر لیں۔ باقی قواعد اِن شاء اللہ تعالیٰ آئندہ اسباق میں بتائے جائیں گے۔

پہلا قاعدہ: جب کسی اسمِ نکرہ پر لامِ تعریف داخل ہو گا تو وہ اس کی تنوین کو ختم کر دے گا' جیسے حالتِ نکرہ میں رَجُلٌ' فَرَسٌ وغیرہ کے آخری حرف پر تنوین ہے' لیکن جب ان کو معرفہ بناتے ہیں تو یہ اَلرَّجُلُ' اَلْفَرَسُ ہو جاتے ہیں۔ اب ان کے آخری حرف پر تنوین ختم ہو گئی اور صرف ایک پیش رہ گئی۔ یہ بہت پکا قاعدہ ہے۔ اس لیے اس بات کو خوب اچھی طرح یاد کر لیں کہ **معرف باللّام پر تنوین کبھی نہیں آئے گی۔**

دوسرا قاعدہ: آپ نے نوٹ کیا ہو گا کہ بعض الفاظ میں لامِ تعریف کے ہمزہ کو لام پر جزم دے کر پڑھتے ہیں' جیسے اَلْقَمَرُ' جبکہ بعض الفاظ میں لام کو نظر انداز کر کے ہمزہ کو براہِ راست اگلے حرف پر تشدید دے کر ملاتے ہیں' جیسے اَلشَّمْسُ۔ تو اب سمجھ لیجئے کہ کچھ حروف ایسے ہیں جن سے شروع ہونے والے الفاظ پر جب لامِ تعریف داخل ہو گا تو اَلْقَمَرُ کے اصول کا اطلاق ہو گا۔ اس لیے ایسے حروف کو حروفِ قمری کہتے ہیں اور جن حروف سے شروع ہونے والے الفاظ پر اَلشَّمْسُ کے اصول کا اطلاق ہوتا ہے' انہیں حروفِ شمسی کہتے ہیں۔ آپ کو یاد کرنا ہو گا کہ کون سے حروف شمسی اور کون سے حروفِ قمری ہیں' اور اس کی ترکیب بہت آسان ہے۔ ایک کاغذ پر عربی کے حروفِ تہجی لکھ لیں۔ پھر د ذ سے ط ظ تک تمام حروف کو underline کر لیں۔ ان سے قبل کے دو حروف ت ث اور بعد کے دو حروف ل ن کو بھی انڈر لائن کر لیں۔ یہ سب حروفِ شمسی ہیں۔ باقی تمام حروف قمری ☆ ہیں۔

یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ مذکورہ بالا قاعدہ حقیقتاً عربی گرامر کا نہیں بلکہ تجوید کا ہے' لیکن عربی زبان کو درست طریقہ پر بولنے اور لکھنے کے لیے اس کا علم بھی ضروری ہے۔

۶:۶ پیراگراف ۳:۳ میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ غیر منصرف اسماء حالتِ جر میں زیر قبول نہیں کرتے۔ جیسے مَسَاجِدُ حالتِ نصب میں مَسَاجِدَ ہو جائے گا' لیکن حالتِ جر میں مَسَاجِدِ نہیں ہو گا بلکہ مَسَاجِدَ ہی رہے گا۔ اس اصول کے دو استثناء ہیں۔ اوّل یہ کہ غیر منصرف اسم جب

معرّف باللّام ہوتا ہے تو حالتِ جر میں زیر قبول کرتا ہے' جیسے **اَلْـمَسَاجِدُ** سے حالتِ نصب میں **اَلْـمَسَاجِدَ** ہوگا اور حالتِ جر میں **اَلْـمَسَاجِدِ** ہو جائے گا۔ دوسرا استثناء اِن شاء اللہ ہم آئندہ سبق میں پڑھیں گے۔

مشق نمبر۵

مشق نمبر۴ (الف) میں جتنے الفاظ دیے گئے ہیں ان کی اب ۳۶ شکلیں بنائیں۔ یعنی ۱۸ شکلیں نکرہ کی اور ۱۸ شکلیں معرفہ کی۔ اس کے علاوہ مشق نمبر۴ (ب) اور (ج) میں دیے گئے الفاظ کی معرفہ اور نکرہ کی جتنی شکلیں بن سکتی ہیں ان کی اسم کی گردان کریں۔

مرکبات

۷:۱ پیراگراف ۹:۱ میں ہم نے پڑھا تھا کہ اسم کے درست استعمال کے لیے چار پہلوؤں سے اس کا جائزہ لے کر اسے قواعد کے مطابق کرنا ہوتا ہے۔ چنانچہ گزشتہ اسباق میں ہم نے سمجھ لیا کہ اسم کے مذکورہ چار پہلو کیا ہیں اور اس سلسلہ میں کچھ مشق بھی کر لی۔ اب تک ہماری تمام مشقیں مفرد الفاظ پر مشتمل تھیں۔ یہی مفرد الفاظ جب دو یا دو سے زیادہ تعداد میں باہم ملتے ہیں تو بامعنی مرکبات اور جملے وجود میں آتے ہیں۔ ہمارے اگلے اسباق انہی کے متعلق ہوں گے۔ اس لیے اس سبق میں ہم دو الفاظ کو ملا کر لکھنے کی کچھ مشق کریں گے۔

۷:۲ آگے بڑھنے سے پہلے مناسب ہے کہ ہم ایک ضروری بات ذہن نشین کر لیں۔ ''مفرد'' کی اصطلاح دو مفہوم میں استعمال ہوتی ہے۔ جب کسی اسم کے عدد کے پہلو پر بات ہو رہی ہو تو جمع اور تثنیہ کے مقابلہ میں واحد لفظ کو بھی مفرد کہتے ہیں' لیکن اس کے لیے زیادہ تر واحد کی اصطلاح ہی مستعمل ہے۔ دوسری طرف کسی مرکب یا جملہ میں استعمال شدہ متعدد الفاظ میں سے کسی تنہا لفظ کی بات ہو تو اسے بھی ''مفرد'' کہتے ہیں اور یہاں ہم نے مفرد کا لفظ اسی مفہوم میں استعمال کیا ہے۔ اب دو مفرد الفاظ کو ملا کر لکھنے کی مشق کرنے سے پہلے مناسب ہوگا کہ ہم مرکبات اور ان کی اقسام کے متعلق کچھ باتیں سمجھ لیں۔

۷:۳ دو یا دو سے زیادہ مفرد الفاظ کے آپس کے تعلق کو ترکیب کہتے ہیں اور ان کے مجموعے کو مرکب۔ جیسے سمندر مفرد لفظ ہے' اسی طرح گہرا بھی مفرد لفظ ہے اور جب ان دونوں الفاظ کو ملایا جاتا ہے تو ایک بامعنی فقرہ بن جاتا ہے ''گہرا سمندر'' اسے مرکب کہیں گے۔ چنانچہ دو یا دو سے زیادہ الفاظ پر مشتمل بامعنی فقرہ کو مرکب کہا جاتا ہے اور یہ ابتداءً دو قسموں میں تقسیم ہوتا ہے' مرکبِ ناقص اور جملہ۔

۷:۴ مرکبِ ناقص ایسا مرکب ہے جس کے سننے سے نہ کوئی خبر معلوم ہو' نہ کوئی حکم سمجھا جائے اور نہ کسی خواہش کا اظہار ہو' بلکہ بات ادھوری رہے' جیسے ایک سخت عذاب' اللہ کا رسول وغیرہ۔ مرکبِ

ناقص کی کئی اقسام ہیں جیسے مرکبِ توصیفی، مرکبِ اضافی، مرکبِ جاری، مرکبِ اشاری وغیرہ۔ آئندہ اسباق میں اِن شاءاللہ تعالیٰ ہم ان کی تفصیلات اور قواعد کا مطالعہ کریں گے۔

__۵:۷__ جب دو یا دو سے زائد الفاظ کے مرکب سے کوئی خبر معلوم ہو' یا کوئی حکم سامنے آئے' یا کسی خواہش کا اظہار ہو' تو ایسے مرکب کو جملہ کہتے ہیں۔ جیسے ''مسجد کشادہ ہے''۔ اس میں مسجد کے متعلق خبر معلوم ہوئی کہ وہ کشادہ ہے۔ یا ''کتاب پکڑ'' اس میں کتاب پکڑنے کا حکم سامنے آیا۔ اسی طرح ''اے ہمارے رب ہماری مغفرت فرمادے!'' اس میں خواہش کا اظہار ہے۔ یہ تمام جملے ہیں۔ جملے دو قسم کے ہوتے ہیں' جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ۔ عربی میں ان کی شناخت بہت آسان ہے۔ جس جملہ کی ابتدا کسی اسم سے ہو رہی ہو اسے جملہ اسمیہ کہتے ہیں اور جس جملہ کی ابتدا کسی فعل سے ہو رہی ہو اسے جملہ فعلیہ کہتے ہیں۔ گرامر کی اصطلاح میں جملہ کو مرکبِ تام بھی کہتے ہیں۔

__۶:۷__ دو مفرد الفاظ کو ملا کر لکھنے کا ایک طریقہ سمجھنے کے لیے پہلے ان دو فقروں پر غور کریں۔ صَادِقٌ وَ حَسَنٌ (ایک سچا اور ایک خوبصورت) اَلصَّادِقُ وَالْحَسَنُ (سچا اور خوبصورت) پہلے فقرے میں وَ الگ پڑھا جا رہا ہے اور حَسَنٌ الگ' لیکن دوسرے فقرے میں وَ کو آگے اَلْحَسَنُ سے ملا کر پڑھا گیا۔ اس کی وجہ سمجھنے کے لیے یہ اصول سمجھ لیں کہ جس لفظ پر لامِ تعریف لگا ہو وہ اپنے سے پہلے لفظ سے ملا کر پڑھا جاتا ہے۔ اِس صورت میں لامِ تعریف کا ہمزہ (جسے عام طور پر ہم الف کہتے ہیں) لکھنے میں تو موجود رہتا ہے لیکن تلفّظ میں گر جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس پر سے زبر کی حرکت ہٹا دی جاتی ہے۔ چنانچہ وَاَلْحَسَنُ لکھنا اور پڑھنا غلط ہوگا۔ بلکہ یہ وَالْحَسَنُ لکھا اور پڑھا جائے گا۔ اب یہ بھی یاد کر لیں کہ جو ہمزہ پہلے لفظ سے ملانے کی وجہ سے تلفظ میں گر جاتا ہے اسے هَمْزَةُ الْوَصْل کہتے ہیں۔ چنانچہ اِبْنٌ (بیٹا)' اِمْرَاَةٌ (عورت)' اِسْمٌ (نام) اور لامِ تعریف کا ہمزہ' ہمزۃ الوصل ہے۔

__۷:۷__ اِسی سلسلے میں دوسرا اُصول سمجھنے کے لیے دو اور فقروں پر غور کریں' صَادِقٌ اَوْ كَاذِبٌ (ایک سچا یا ایک جھوٹا)' اَلصَّادِقُ اَوِ الْكَاذِبُ (سچا یا جھوٹا) پہلے فقرے میں اَوْ (یا) کو آگے

ملانا ضروری نہیں تھا اس لیے وہ اپنی اصلی حالت پر ہے اور واؤ کی جزم برقرار ہے۔ لیکن دوسرے فقرے میں اسے آگے ملانا ضروری تھا، کیوں کہ اگلے لفظ اَلْكَاذِبُ پر لامِ تعریف لگا ہوا ہے، جس کا ہمزہ ہمزۃ الوصل ہے۔ اس لیے اَوْ کے واؤ کی جزم کی جگہ زیر آ گئی۔ اس کا اصول یہ ہے کہ هَمْزَةُ الْوَصْل سے پہلے لفظ کا آخری حرف اگر ساکن ہو تو اسے عموماً زیر دے کر آگے ملاتے ہیں۔ صرف چند الفاظ اس سے مستثنٰی ہیں۔ جیسے لفظ مِـــنْ (سے) اس کی نون کو زبر دے کر آگے ملاتے ہیں، یعنی مِنَ الْمَسْجِدِ (مسجد سے) وغیرہ۔

مشق نمبر ٦

ذیل میں دیے گئے الفاظ کے معنی یاد کریں اور ان کے نیچے دی ہوئی عبارت کا عربی سے اردو اور اردو سے عربی ترجمہ کریں:

خُبْزٌ	روٹی	لَبَنٌ	دودھ
جَمَلٌ	اونٹ	فَرَسٌ	گھوڑا
دَرْسٌ	سبق	طِيْبٌ	خوشبو
قَمَرٌ	چاند	سَهْلٌ	آسان
صَعْبٌ	دشوار	جِدَارٌ	دیوار

اردو میں ترجمہ کریں

١۔ خُبْزٌ وَمَاءٌ ٢۔ اَلْخُبْزُ وَ الْمَاءُ ٣۔ لَبَنٌ اَوْ مَاءٌ

٤۔ اَلْحَسَنُ اَوِ الْقَبِيْحُ ٥۔ جَاهِلٌ وَ عَالِمٌ ٦۔ اَلْجَاهِلُ اَوِ الْعَالِمُ

٧۔ اَلْجَاهِلُ وَالظَّالِمُ ٨۔ اَلْعَادِلُ اَوِ الظَّالِمُ ٩۔ كِتَابٌ اَوْ دَرْسٌ

١٠۔ اَلْمَاءُ وَالطِّيْبُ

عربی میں ترجمہ کریں

۱۔ ایک گھر اور ایک بازار	۲۔ گھر اور بازار	۳۔ ایک گھر یا ایک بازار
۴۔ گھر یا بازار	۵۔ ہوا اور خوشبو	۶۔ آگ یا پانی
۷۔ آگ اور پانی	۸۔ چاند اور سورج	۹۔ سورج یا چاند
۱۰۔ کچھ آسان اور کچھ دشوار	۱۱۔ دشوار یا آسان	۱۲۔کوئی بڑھئی یا کوئی درزی
۱۳۔ درزی اور نانبائی	۱۴۔ایک اونٹ اور ایک گھوڑا	۱۵۔کتاب اور سبق
۱۶۔ دیوار یا دروازہ		

ضروری ہدایت

آپ کے لیے ضروری ہے کہ عربی کے الفاظ یاد کرتے وقت ان کی حرکات وسکنات اور اعراب کو اچھی طرح ذہن نشین کر کے یاد کریں۔ خاص طور سے سہ حرفی الفاظ کے درمیانی حرف پر زیادہ توجہ دیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خُبْزٌ کو خُبَزٌ اور لَبَنٌ کو لَبْنٌ کہنا غلط ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ مشقوں میں جن عربی الفاظ کی حرکات وسکنات اور اعراب واضح نہیں ہوتے' ان کے نمبر کاٹ لیے جاتے ہیں۔

۞۞

مرکبِ توصیفی (حصہ اوّل)

۸:۱ گزشتہ سبق میں ہم نے مرکبات سمجھ لیے تھے اور یہ بھی دیکھ لیا تھا کہ ان کی ایک قسم ''مرکبِ ناقص'' کی متعدد اقسام ہیں۔ اب اس سبق میں ہم نے مرکبِ ناقص کی ایک قسم' مرکبِ توصیفی کا مطالعہ کرنا ہے اور اس کے چند قواعد سمجھ کر اُن کی مشق کرنی ہے۔

۸:۲ مرکبِ توصیفی دو اسموں کا ایک ایسا مرکب ہے جس میں ایک اسم دوسرے اسم کی صفت بیان کرتا ہے۔ مثلاً ہم کہتے ہیں ''نیک مرد''۔ اس میں اسم ''نیک'' نے اسم ''مرد'' کی صفت بیان کی ہے۔ جس اسم کی صفت بیان کی جاتی ہے اسے موصوف کہتے ہیں۔ مذکورہ مثال میں ''مرد'' کی صفت بیان کی گئی ہے' اس لیے وہ موصوف ہے۔ دوسرا اسم جو صفت بیان کرتا ہے اسے ''صفت'' کہتے ہیں۔ چنانچہ مذکورہ مثال میں ''نیک'' صفت ہے۔

۸:۳ انگریزی اور اردو میں مرکبِ توصیفی کا قاعدہ یہ ہے کہ ان میں صفت پہلے اور موصوف بعد میں آتا ہے۔ مثلاً ہم کہتے ہیں: ''good boy'' (اچھا لڑکا) اس میں ''good'' (اچھا) پہلے آیا ہے جو کہ صفت ہے اور ''boy'' (لڑکا) بعد میں آیا ہے جو کہ موصوف ہے۔ لیکن عربی کے مرکبِ توصیفی میں معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے' یعنی عربی میں موصوف پہلے آتا ہے اور صفت بعد میں۔ اس لیے ترجمہ کرتے وقت اس کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ چنانچہ جب ہم ''اچھا لڑکا'' کا عربی میں ترجمہ کریں گے تو چونکہ عربی میں موصوف پہلے آتا ہے اس لیے پہلے ''لڑکا'' کا ترجمہ ہوگا جو کہ ''اَلْوَلَدُ'' ہوگا اور صفت ''اچھا'' کا بعد میں ترجمہ ہوگا جو ''اَلْحَسَنُ'' ہوگا۔ ان دونوں الفاظ کو جب ملا کر لکھا جائے گا تو یہ ''اَلْوَلَدُ الْحَسَنُ'' ہوگا۔ آپ نے نوٹ کر لیا ہوگا کہ ملا کر لکھنے سے اَلْحَسَنُ کے ہمزہ سے زبر ہٹ گئی۔ اس کی وجہ ہم گزشتہ سبق کے پیراگراف ۶:۷ میں بیان کر چکے ہیں۔

۸:۴ عربی میں مرکبِ توصیفی کا ایک اہم قاعدہ یہ ہے کہ اسم کے چاروں پہلوؤں کے لحاظ سے صفت ہمیشہ موصوف کے مطابق ہوگی۔ یعنی (۱) موصوف اگر حالتِ رفع میں ہے تو صفت بھی

حالتِ رفع میں ہوگی۔ (۲) موصوف اگر مذکر ہے تو صفت بھی مذکر ہوگی۔ (۳) موصوف اگر واحد ہے تو صفت بھی واحد ہوگی اور (۴) موصوف اگر معرفہ ہے تو صفت بھی معرفہ ہوگی۔ اس بات کو مزید سمجھنے کے لیے گزشتہ پیراگراف میں دی گئی مثال پر ایک بار پھر غور کریں۔ وہاں ہم نے ''اچھا لڑکا'' کا ترجمہ ''اَلْوَلَدُ الْحَسَنُ'' کیا تھا۔ اس میں موصوف ''لڑکا'' کے ساتھ ''ایک'' یا ''کوئی'' کی اضافت نہیں ہے' اس لیے یہ معرفہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا ترجمہ وَلَدٌ کے بجائے اَلْوَلَدُ ہوگا۔ اب دیکھئے موصوف ''اَلْوَلَدُ'' حالت رفع میں ہے' مذکر ہے' واحد ہے اور معرفہ ہے۔ اس لیے اس کی صفت بھی چاروں پہلوؤں سے اس کے مطابق یعنی حالتِ رفع میں' واحد' مذکر اور معرفہ رکھی گئی ہے۔

۸:۵ ضروری ہے کہ اس مقام پر ایک اور قاعدہ بھی سمجھ لیں۔ یہ قاعدہ بھی اصلاً تو تجوید کا ہے لیکن مرکبات کو صحیح طریقہ سے لکھنے اور پڑھنے کے لیے گرامر کے طلبہ کے لیے اس کا علم بھی ضروری ہے۔ پہلے آپ ان دو مرکبات پر غور کریں: (i) قَوْلٌ عَظِيْمٌ (ایک عظیم بات) (ii) قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ (ایک بھلی بات)۔ دیکھئے پہلے مرکب میں قول کی لام کو عظیم کی عین کے ساتھ مدغم نہیں کیا گیا اس لیے دونوں لفظ الگ الگ پڑھے جا رہے ہیں' لیکن دوسرے مرکب میں قول کی لام کو معروف کی میم کے ساتھ مدغم کر دیا گیا ہے' اس لیے میم پر تشدید ہے اور دونوں لفظ ملا کر پڑھے جائیں گے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کیا اصول ہے جس کے تحت کچھ الفاظ ماقبل سے ملا کر پڑھے جاتے ہیں اور کچھ الگ الگ۔ یاد کر لیجئے کہ جو الفاظ ر' ل' م' ن' و یا ی سے شروع ہوتے ہیں اور ان سے پہلے نون ساکن یا تنوین ہوتی ہے تو انہیں ماقبل سے ملا کر پڑھا جاتا ہے۔ ان حروفِ تہجّی کو یاد رکھنے کے لیے ان کی ترتیب بدل کر ایک لفظ ''یرملون'' بنا لیا گیا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ یرملون سے شروع ہونے والے الفاظ اپنے سے قبل کے الفاظ کے ساتھ ملا کر پڑھے جاتے ہیں۔ بشرطیکہ ماقبل نون ساکن یا نون تنوین ہو۔ یہ تجوید کا قاعدۂ ادغام ہے۔ مرکبِ توصیفی کی مشق کرتے وقت اس قاعدہ کا بھی لحاظ رکھیں۔

مشق نمبر ۷ (ب)

ذیل میں دیے گئے الفاظ کے معنی یاد کریں اور ان کے نیچے دیے ہوئے مرکبات کا عربی سے اردو اور اردو سے عربی ترجمہ کریں۔

مَلِكٌ (ج مُلُوكٌ)	بادشاہ	عَادِلٌ	انصاف کرنے والا
فَوْزٌ	کامیابی	كَرِيْمٌ	بزرگ۔سخی
لَحْمٌ	گوشت	عَظِيْمٌ	شاندار۔بزرگی والا
مَلَكٌ (ج مَلائِكَةٌ)	فرشتہ	طَرِيٌّ	تازہ
اِثْمٌ	گناہ	مُبِيْنٌ	واضح
اَجْرٌ	اجرت۔بدلہ	قَلَمٌ (ج اَقْلَامٌ)	قلم
وَاسِعٌ	کشادہ	مُرٌّ	تلخ۔کڑوا
قَلِيْلٌ	کم	شَفَاعَةٌ	شفاعت۔سفارش
ثَمَنٌ	قیمت	كَثِيْرٌ	زیادہ
خَفِيْفٌ	ہلکا	حَمْلٌ	بوجھ
حَيٰوةٌ	زندگی	ثَقِيْلٌ	بھاری
تَمْرٌ	کھجور	رُمَّانٌ	انار
تُفَّاحٌ	سیب	بَابٌ (ج اَبْوَابٌ)	دروازہ
مَالِحٌ یا مِلْحٌ	نمکین	آخِرٌ	آخری

مُفۡلِحٌ	مراد پانے والا		

اردو میں ترجمہ کریں

۱۔ اَللّٰهُ الۡعَظِيۡمُ
۲۔ الرَّسُوۡلُ الۡكَرِيۡمُ
۳۔ اَلصِّرَاطُ الۡمُسۡتَقِيۡمُ
۴۔ صِرَاطٌ مُّسۡتَقِيۡمٌ
۵۔ قَوۡلٌ مَّعۡرُوۡفٌ
۶۔ لَحۡمٌ طَرِيٌّ
۷۔ اَلۡكِتٰبُ الۡمُبِيۡنُ
۸۔ اَلۡفَوۡزُ الۡكَبِيۡرُ
۹۔ فَوۡزٌ عَظِيۡمٌ
۱۰۔ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ
۱۱۔ اَلثَّمَنُ الۡقَلِيۡلُ
۱۲۔ شَفَاعَةٌ سَيِّئَةٌ
۱۳۔ ذَنۡبٌ كَبِيۡرٌ
۱۴۔ اَلصُّلۡحُ الۡجَمِيۡلُ
۱۵۔ اَلنَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ
۱۶۔ اَلدَّارُ الۡاٰخِرَةُ
۱۷۔ جَنَّتَانِ وَسِيۡعَتَانِ
۱۸۔ اَلۡمُؤۡمِنُوۡنَ الۡمُفۡلِحُوۡنَ
۱۹۔ دَرۡسَانِ طَوِيۡلَانِ
۲۰۔ اَلۡاٰيَاتُ الۡبَيِّنَاتُ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) ایک بزرگ رسول
(۲) بھلی بات
(۳) ایک ہلکا بوجھ
(۴) شاندار کامیابی
(۵) زیادہ قیمت
(۶) ایک اچھی شفاعت
(۷) ایک واضح گناہ
(۸) ایک شاندار بدلہ
(۹) ایک مطمئن دل
(۱۰) پاک زندگی
(۱۱) نیک عمل
(۱۲) دو بڑے گناہ

❁❁

مرکبِ توصیفی (حصہ دوم)

۹:۱ گزشتہ سبق میں ہم نے مرکبِ توصیفی کے چند قواعد سمجھے تھے اور ان کی مشق کی تھی۔ اب ہم نے مرکبِ توصیفی کے ایک مزید قاعدے کے ساتھ لامِ تعریف کا ایک قاعدہ سمجھنا ہے۔ پھر ان کا اطلاق کرتے ہوئے ہم مرکبِ توصیفی کی کچھ مزید مشق کریں گے۔

۹:۲ مرکبِ توصیفی کا ایک قاعدہ یہ ہے کہ موصوف اگر غیر عاقل کی جمع مکسر ہو تو اس کی صفت عام طور پر واحد مؤنث آتی ہے۔ یہاں یہ بات سمجھ لیں کہ انسان، جن اور فرشتے صرف تین مخلوقات عاقل ہیں۔ ان کے علاوہ باقی تمام مخلوقات غیر عاقل ہیں۔ چنانچہ قَلَمٌ غیر عاقل مخلوق ہے۔ اس کی جمع اَقْلَامٌ آتی ہے جو کہ جمع مکسر ہے۔ اس لیے اس کی صفت واحد مونث آئے گی۔ مثلاً ''کچھ خوبصورت قلم'' کا ترجمہ ہوگا: اَقْلَامٌ جَمِيْلَةٌ۔

۹:۳ لامِ تعریف کا ایک قاعدہ یہ ہے کہ معرّف بِاللّام سے پہلے والے لفظ کے آخری حرف پر اگر تنوین ہو تو نونِ تنوین کو ظاہر کر کے آگے ملاتے ہیں۔ جیسے اصل میں مرکبِ توصیفی تھا زَيْدٌ اَلْعَالِمُ (عالم زید)۔ جب زَيْدٌ کی نونِ تنوین کو ظاہر کریں گے تو یہ زَيْدُنْ اَلْعَالِمُ ہو جائے گا۔ اب اسے آگے ملانے کے لیے نون کی جزم ہٹا کر اسے زیر دے کر ملائیں گے۔ تو یہ ہو جائے گا زَيْدُ نِ الْعَالِمُ۔ یاد رکھیں کہ نونِ تنوین باریک لکھا جاتا ہے۔

مشق نمبر ۸ (الف)

(i) معرّف بِاللّام کے متعلق اب تک جتنے اصول آپ کو بتائے گئے ہیں، ان سب کو یکجا کر کے لکھیں اور زبانی یاد کریں۔

(ii) مرکبِ توصیفی کے متعلق اب تک جتنے قواعد آپ کو بتائے گئے ہیں، ان سب کو یکجا کر کے لکھیں اور زبانی یاد کریں۔

مشق نمبر ۸ (ب)

مندرجہ ذیل مرکبات کا اردو میں ترجمہ کریں۔

(۱) مُحَمَّدُنِ الرَّسُوْلُ
(۲) تُفَّاحٌ حُلْوٌ وَّ رُمَّانٌ مُّرٌّ
(۳) قَصْرٌ عَظِيْمٌ اَوْ بَيْتٌ صَغِيْرٌ
(۴) اَلرَّجُلُ الصَّالِحُ اَوِ الْمَلِكُ الْعَادِلُ
(۵) اَلْاَقْلَامُ الطَّوِيْلَةُ وَالْقَصِيْرَةُ
(۶) شَفَاعَةٌ حَسَنَةٌ اَوْ سَيِّئَةٌ
(۷) ثَمَرٌ حُلْوٌ وَّ ثَمَرٌ مُّرٌّ
(۸) اَلنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ وَالرَّاضِيَةُ
(۹) اَبْوَابٌ وَّاسِعَةٌ اَوْ مُتَفَرِّقَةٌ
(۱۰) اَلثَّمَنُ الْقَلِيْلُ اَوِ الْكَثِيْرُ

مندرجہ ذیل مرکبات کا عربی میں ترجمہ کریں۔

(۱) عالم محمود
(۲) اچھی باتیں اور عظیم باتیں
(۳) کچھ نیک اور بدکار عورتیں
(۴) شاندار اور بڑی کامیابی
(۵) ایک واضح کتاب اور ایک واضح نشانی
(۶) بھاری یا ہلکا بوجھ۔

جملہ اسمیہ (حصہ اوّل)

۱:۱۰ پیراگراف ۷:۵ میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ دو یا دو سے زائد الفاظ کے ایسے مرکب کو جملہ کہتے ہیں جس سے کوئی خبر، حکم یا خواہش سامنے آئے اور بات پوری ہو جائے اور جس جملہ کی ابتدا اسم سے ہو اسے جملہ اسمیہ کہتے ہیں۔ اب یہ بات بھی سمجھ لیں کہ ایک جملہ کے کچھ اجزاء ہوتے ہیں۔ اس وقت ہم جملہ اسمیہ کے دو بڑے اجزاء کو پہلے غیر اصطلاحی انداز میں سمجھیں گے اور بعد میں متعلقہ اصطلاحات کا ذکر کریں گے۔

۲:۱۰ ہم نے ایک جملہ کی مثال دی تھی کہ ''مسجد کشادہ ہے''۔ اب اگر آپ اس جملہ پر غور کریں گے تو آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ اس کے دو جزء ہیں۔ ایک جز ہے ''مسجد'' جس کے متعلق بات کہی جارہی ہے اور دوسرا جز ہے ''کشادہ ہے'' یعنی وہ بات جو کہی جارہی ہے۔ انگریزی گرامر میں جس کے متعلق کوئی بات کہی جائے اسے subject کہتے ہیں اور جو بات کہی جارہی ہو اسے predicate کہتے ہیں۔

۳:۱۰ عربی میں بھی جملہ کے بڑے اجزاء دو ہی ہوتے ہیں جس کے متعلق بات کہی جارہی ہو یعنی subject کو عربی قواعد میں ''مبتدأ'' کہتے ہیں اور جو بات کہی جارہی ہو یعنی predicate کو ''خبر'' کہتے ہیں۔

۴:۱۰ اردو اور عربی' دونوں کے جملہ اسمیہ میں عام طور پر مبتدأ پہلے آتا ہے اور خبر بعد میں آتی ہے۔ چنانچہ ترجمہ کرتے وقت اس ترتیب کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔ مثلاً ''مسجد کشادہ ہے'' کا جب ہم عربی میں ترجمہ کریں گے تو مبتدأ یعنی ''مسجد'' کا ترجمہ پہلے اور خبر یعنی ''کشادہ ہے'' کا ترجمہ بعد میں کریں گے۔

۵:۱۰ جملہ اسمیہ کے سلسلے میں ایک اہم بات یہ ذہن نشین کرلیں کہ اردو میں جملہ مکمل کرنے کے لیے ''ہے' ہیں'' اور فارسی میں ''است' اند'' وغیرہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے اوپر کی مثال میں مسجد کی کشادگی کی خبر دی گئی تو جملہ کے آخر میں لفظ ''ہے'' کا اضافہ کرکے بات کو مکمل کیا گیا۔

اسی طرح انگریزی میں ’’is,am,are‘‘ وغیرہ سے بات کو مکمل کرتے ہیں۔ جیسے ہم کہیں گے Mosque is spacious۔ عربی زبان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں ہے‘ ہیں یا است‘ اند یا is,are وغیرہ کی قسم کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔ بلکہ عربی میں جملہ مکمل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مبتدا کو عام طور پر معرفہ اور خبر کو عموماً نکرہ رکھا جاتا ہے۔ اس طرح جملہ میں ہے یا ہیں کا مفہوم ازخود پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ’مسجد کشادہ ہے‘‘ کا ترجمہ کرتے وقت مبتدأ یعنی مسجد کا ترجمہ ’’مَسْجِدٌ‘‘ نہیں بلکہ ’’اَلْمَسْجِدُ‘‘ ہوگا اور خبر یعنی کشادہ کا ترجمہ ’’اَلْوَسِیْعُ‘‘ نہیں بلکہ ’’وَسِیْعٌ‘‘ ہوگا۔ اس طرح مبتدا معرفہ اور خبر نکرہ ہونے کی وجہ سے اس میں ’’ہے‘‘ کا مفہوم ازخود پیدا ہو گیا۔ چنانچہ اَلْمَسْجِدُ وَسِیْعٌ کا مطلب ہے کہ ’’مسجد وسیع ہے‘‘۔

۶:۱۰ اب آگے بڑھنے سے پہلے ضروری ہے کہ جملہ اسمیہ اور مرکب توصیفی کے فرق کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لیا جائے۔ جملہ اسمیہ کا ایک اصول ابھی ہم نے پڑھا کہ عموماً مبتدأ معرفہ اور خبر نکرہ ہوتی ہے۔ مرکبِ توصیفی کا ایک اہم اصول یہ ہے کہ صفت چاروں پہلوؤں (یعنی حالتِ اعرابی‘ جنس‘ عدد اور وسعت) کے اعتبار سے موصوف کے تابع ہوتی ہے۔ اس بات کو ذہن میں رکھ کے اب اَلْمَسْجِدُ وَسِیْعٌ پر ایک مرتبہ پھر غور کریں۔ اس مرکب کا پہلا جز معرفہ اور دوسرا نکرہ ہے۔ اس لیے اس کو جملہ اسمیہ مانتے ہوئے اسی لحاظ سے اس کا ترجمہ کیا گیا کہ مسجد وسیع ہے۔ اگر ہم ’’وسیع‘‘ کو معرفہ کر کے اَلْمَسْجِدُ الْوَسِیْعُ کر دیں تو اب چونکہ وسیع چاروں پہلوؤں سے مسجد کے تابع ہو گیا اس لیے اسے مرکبِ توصیفی مانا جائے گا اور ترجمہ ہوگا ’’وسیع مسجد‘‘۔ اسی طرح اگر مسجد کو نکرہ کر کے مَسْجِدٌ وَسِیْعٌ کر دیں تب بھی وسیع چاروں پہلوؤں سے مسجد کے تابع ہے‘ اس لیے اسے بھی مرکبِ توصیفی مانیں گے اور اس کا ترجمہ ہوگا ’’ایک وسیع مسجد‘‘۔ چنانچہ جملہ اسمیہ کی ابتدائی پہچان یہی ہے کہ مبتدا معرفہ اور خبر نکرہ ہوگی۔ جبکہ مرکب توصیفی میں صفت چاروں پہلوؤں سے موصوف کے تابع ہوگی۔

۱۰:۷ ہم پڑھ آئے ہیں کہ اسم کے صحیح استعمال کے لیے ہمیں اس کا چار پہلوؤں سے جائزہ لے کر اسے قواعد کے مطابق بنانا ہوتا ہے۔ اس میں سے ایک پہلو یعنی وسعت کے لحاظ سے ہم نے دیکھ لیا کہ جملہ اسمیہ میں مبتدأ عام طور پر معرفہ اور خبر عموماً نکرہ ہوتی ہے۔ اب نوٹ کر لیں کہ حالتِ اعرابی کے لحاظ سے مبتدا اور خبر دونوں حالتِ رفع میں ہوتے ہیں۔

۱۰:۸ اب دو پہلو باقی رہ گئے یعنی جنس اور عدد۔ اس سلسلہ میں یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ جنس اور عدد کے لحاظ سے خبر مبتدا کے تابع ہوگی۔ یعنی مبتدا اگر واحد ہے تو خبر بھی واحد ہوگی اور مبتدا اگر جمع ہے تو خبر بھی جمع ہوگی۔ اسی طرح مبتدا اگر مذکّر ہے تو خبر بھی مذکّر ہوگی اور مبتدا اگر مؤنث ہے تو خبر بھی مؤنّث ہوگی۔ مثلاً اَلرَّجُلُ صَادِقٌ (مرد سچا ہے)' اَلرَّجُلَانِ صَادِقَانِ (دونوں مرد سچے ہیں)' اَلطِّفْلَتَانِ جَمِيْلَتَانِ (دونوں بچیاں خوبصورت ہیں) اور اَلنِّسَاءُ مُجْتَهِدَاتٌ (عورتیں محنتی ہیں) وغیرہ۔ ان مثالوں میں غور کریں کہ عدد اور جنس کے لحاظ سے خبر مبتدا کے مطابق ہے۔

۱۰:۹ پیراگراف ۹:۲ میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ موصوف اگر غیر عاقل کی جمع مکسر ہو تو صفت عام طور پر واحد مؤنث آتی ہے۔ اب یہ بھی نوٹ کر لیں کہ مبتدا اگر غیر عاقل کی جمع مکسر ہو تو خبر بھی واحد مؤنّث آتی ہے۔ جیسے اَلْمَسَاجِدُ وَسِيْعَةٌ (مسجدیں وسیع ہیں) وغیرہ۔ واضح رہے کہ استثناء کے لیے ذہن میں ایک کھڑکی کھلی رہنی چاہیے۔

مشق نمبر ۹

مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی یاد کریں اور ان کے نیچے دیے ہوئے مرکبات اور جملوں کا ترجمہ کریں۔

فِئَةٌ	گروہ۔ جماعت	اَلِيْمٌ	دردناک
عَدُوٌّ	دشمن	عَلِيْمٌ	علم والا
مُطَهَّرٌ	پاکیزہ	حَاضِرٌ	حاضر
لَامِعٌ	چمکدار	مُنِيْرٌ	روشن
مُجْتَهِدٌ	محنتی	مُعَلِّمٌ	استاد

قَاعِدٌ. جَالِسٌ	بیٹھا ہوا	قَائِمٌ	کھڑا
عَیْنٌ (ج اَعْیُنٌ)	آنکھ		

اردو میں ترجمہ کریں

(۱) اَلْعَذَابُ شَدِیْدٌ (۲) عَذَابٌ اَلِیْمٌ (۳) اَللّٰہُ عَلِیْمٌ

(۴) زَیْدٌ عَالِمٌ (۵) فِئَۃٌ قَلِیْلَۃٌ (۶) اَلْفِئَۃُ کَثِیْرَۃٌ

(۷) اَلنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ (۸) اَلْاَعْیُنُ لَامِعَۃٌ (۹) اَلْعَیْنُ اللَّامِعَۃُ

(۱۰) عَدُوٌّ مُبِیْنٌ (۱۱) اَلْمُعَلِّمُوْنَ مُجْتَهِدُوْنَ (۱۲) اَلْمُعَلِّمَتَانِ مُجْتَهِدَتَانِ

(۱۳) اَلْمُعَلِّمَتَانِ (۱۴) مُعَلِّمَتَانِ مُجْتَهِدَتَانِ (۱۵) زَیْدُ نِ الْعَالِمُ

اَلْمُجْتَهِدَتَانِ

(۱۶) زَیْدٌ وَّحَامِدٌ عَالِمَانِ (۱۷) اَقْلَامٌ طَوِیْلَۃٌ (۱۸) اَلْاَقْلَامُ طَوِیْلَۃٌ

(۱۹) قَلَمَانِ جَمِیْلَانِ (۲۰) اَلْقُلُوْبُ مُطْمَئِنَّۃٌ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) عالم محمود (۲) محمود عالم ہے (۳) سچا بڑھئی

(۴) بڑھئی سچا ہے (۵) اساتذہ حاضر ہیں (۶) ایک کھلا دشمن

(۷) سیب اور انار میٹھے ہیں (۸) طویل سبق (۹) سبق طویل ہے

(۱۰) نشانیاں واضح ہیں (۱۱) بوجھ ہلکا ہے اور اجر بڑا ہے

۞۞

جملہ اِسمیہ (حصہ دوم)

۱۱:۱ گزشتہ سبق میں ہم نے جملہ اسمیہ کے کچھ قواعد سمجھ لیے اور ان کی مشق کر لی۔ ہم نے جتنے جملوں کی مشق کی ہے وہ سب مثبت معنی دے رہے تھے۔ اب ہم دیکھیں گے کہ جملہ اسمیہ میں نفی کے معنی کس طرح پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً گزشتہ مشق میں ایک جملہ تھا ''سبق طویل ہے''۔ اگر ہم کہنا چاہیں ''سبق طویل نہیں ہے'' تو عربی میں اس کا کیا طریقہ ہے؟ چنانچہ سمجھ لیں کہ کسی جملہ اسمیہ کے شروع میں لفظ ''مَا'' یا ''لَيْسَ'' کا اضافہ کرنے سے اس میں نفی کا مفہوم پیدا ہوتا ہے۔

۱۱:۲ اب ایک خاص بات یہ نوٹ کریں کہ کسی جملہ اسمیہ کے شروع میں جب ''مَا'' یا ''لَـيْسَ'' داخل ہوتا ہے تو مذکورہ بالا معنوی تبدیلی کے ساتھ ساتھ یہ الفاظ اعرابی تبدیلی بھی لاتے ہیں، یعنی وہ جملہ کی خبر کو حالتِ نصب میں لے آتے ہیں۔ مثلاً ہم کہیں گے لَيْسَ الدَّرْسُ طَوِيْلًا (سبق طویل نہیں ہے)۔ اس میں خبر طَوِيْلٌ حالت نصب میں طَوِيْلًا آئی ہے۔ اسی طرح ہم کہیں گے مَا زَيْدٌ قَبِيْحًا (زید بدصورت نہیں ہے) اس میں خبر قَبِيْحٌ حالتِ نصب میں قَبِيْحًا آئی ہے۔

۱۱:۳ جملہ اسمیہ میں نفی کا مفہوم پیدا کرنے کا عربی میں ایک اور انداز بھی ہے اور وہ یہ کہ خبر پر ''بِ'' کا اضافہ کر کے اسے حالتِ جر میں لے آتے ہیں۔ مثلاً لَـيْسَ الدَّرْسُ بِطَوِيْلٍ (سبق طویل نہیں ہے)۔ مَـا زَيْدٌ بِـقَبِيْـحٍ (زید بدصورت نہیں ہے) وغیرہ۔ نوٹ کرلیں کہ یہاں پر ''بِ'' کے کچھ معنی نہیں لیے جاتے اور اس کے اضافہ سے جملہ کے معنی میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ صرف خبر حالتِ جر میں آجاتی ہے۔

۱۱:۴ ''لَـيْـسَ'' کے استعمال کے سلسلے میں ایک احتیاط نوٹ کرلیں۔ اس کا استعمال صرف اس وقت کریں جب مبتدا مذکر ہو۔ جب مبتدا مؤنث ہو تو لَـيْسَ کی بجائے لَيْسَتْ استعمال کریں جو ملانے کی صورت میں لَـيْسَتِ پڑھا جائے گا۔

مشق نمبر ۱۰

مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی یاد کریں اور ان کے نیچے دیے ہوئے جملوں کا ترجمہ کریں:

غَافِلٌ	غافل	كَلْبٌ (ج كِلَابٌ)	کُتا
مُحِيْطٌ	گھیرنے والا	وَلَدٌ (ج اَوْلَادٌ)	لڑکا
كَسْلَانٌ	سست		

اردو میں ترجمہ کریں

(۱) اَلْفِئَةُ كَثِيْرَةٌ (۲) مَا الْفِئَةُ قَلِيْلَةً
(۳) مَا الْفِئَةُ بِكَثِيْرَةٍ (۴) اَللّٰهُ مُحِيْطٌ
(۵) مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ (۶) اَلْمُعَلِّمَتَانِ مُجْتَهِدَتَانِ
(۷) مَا الْمُعَلِّمَتَانِ مُجْتَهِدَتَيْنِ (۸) مَا الْمُعَلِّمَتَانِ بِمُجْتَهِدَتَيْنِ
(۹) لَيْسَ الْمُعَلِّمُ بِكَسْلَانِ (۱۰) لَيْسَ الْمُعَلِّمُ كَسْلَانًا
(۱۱) مَا الْمُعَلِّمُوْنَ كَسْلَانِيْنَ (۱۲) مَا الْمُعَلِّمُوْنَ بِكَسْلَانِيْنَ
(۱۳) مَا الطَّالِبَاتُ حَاضِرَاتٍ (۱۴) مَا الطَّالِبَاتُ بِحَاضِرَاتٍ
(۱۵) اَلْاَوْلَادُ قَائِمُوْنَ (۱۶) مَا الْاَوْلَادُ قَائِمِيْنَ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) بڑھئی بیٹھا ہے (۲) بڑھئی کھڑا نہیں ہے (۳) دو کتے سست ہیں
(۴) دو کتے ناراض نہیں ہیں (۵) کھجور میٹھی ہے (۶) انار میٹھا نہیں ہے
(۷) بوجھ بھاری ہے (۸) اجرت زیادہ نہیں ہے (۹) انار اور سیب میٹھے ہیں
(۱۰) انار اور سیب نمکین نہیں ہیں (۱۱) گوشت تازہ نہیں ہے (۱۲) اساتذہ حاضر نہیں ہیں
۱۳۔ عورتیں فاسق نہیں ہیں

جملہ اسمیہ (حصہ سوم)

۱۲:۱ اب تک ہم نے ایسے جملوں کے قواعد سمجھ لیے ہیں جو مثبت یا منفی معنی دیتے ہیں، مثلاً ''سبق طویل ہے'' اور ''سبق طویل نہیں ہے'' اور ہم ان دونوں قسم کے جملوں کا عربی میں ترجمہ کر سکتے ہیں۔ اب ہم دیکھیں گے کہ جملہ میں اگر تاکید کا مفہوم پیدا کرنا ہو، مثلاً اگر ہم کہنا چاہیں کہ ''یقیناً سبق طویل ہے'' تو اس کے لیے کیا قاعدہ ہے۔ اس ضمن میں یاد کرلیں کہ کسی جملہ اسمیہ میں تاکید کا مفہوم پیدا کرنے کے لیے عموماً جملہ کے شروع میں لفظ ''اِنَّ'' (بے شک، یقیناً) کا اضافہ کرتے ہیں۔

۱۲:۲ جب کسی جملہ پر اِنَّ داخل ہوتا ہے تو وہ معنوی تبدیلی کے ساتھ ساتھ اعرابی تبدیلی بھی لاتا ہے۔ اور وہ تبدیلی یہ ہے کہ کسی جملہ پر اِنَّ داخل ہونے کی وجہ سے اس کا مبتدأ حالتِ نصب میں آ جاتا ہے جبکہ خبر اپنی اصلی حالت یعنی حالتِ رفع میں ہی رہتی ہے۔ مثلاً ''یقیناً سبق طویل ہے'' کا ترجمہ ہوگا اِنَّ الدَّرْسَ طَوِیْلٌ۔ اسی طرح ہم کہیں گے اِنَّ زَیْدًا صَالِحٌ (بے شک زید نیک ہے) وغیرہ۔ جس جملہ پر اِنَّ داخل ہوتا ہے اس کے مبتدا کو اِنَّ کا اسم اور خبر کو اِنَّ کی خبر کہتے ہیں۔

۱۲:۳ کسی جملہ کو اگر سوالیہ جملہ بنانا ہو تو اس کے شروع میں ''أَ'' (کیا) یا ''هَلْ'' (کیا) کا اضافہ ہوتا ہے۔ انہیں حروفِ استفہام کہتے ہیں۔ جب کسی جملہ پر ''أَ'' یا ''هَلْ'' داخل ہوتا ہے تو وہ صرف معنوی تبدیلی لاتا ہے۔ ان کی وجہ سے جملہ میں کوئی اعرابی تبدیلی نہیں آتی۔ مثلاً أَزَیْدٌ صَالِحٌ (کیا زید نیک ہے؟) یا هَلِ الدَّرْسُ طَوِیْلٌ (کیا سبق طویل ہے؟) وغیرہ۔

۱۲:۴ مبتدا اگر معرف باللام ہو، جیسے اَلدَّرْسُ طَوِیْلٌ اور ایسے جملے کو سوالیہ جملہ بنانے کے لیے حرفِ استفہام ''أَ'' استعمال کرنا چاہیں، تو اس کا ایک قاعدہ ہے جو ان شاء اللہ ہم آگے چل کر پڑھیں گے۔ اس لیے فی الحال ایسے جملوں میں آپ ''أَ'' کے بجائے هَلْ استعمال کریں۔

مشق نمبر ۱۱

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیے ہوئے جملوں کا ترجمہ کریں۔

نَعَمْ	ہاں۔ جی ہاں	صَادِقٌ	سچا
لَا	نہیں۔ جی نہیں	کَاذِبٌ	جھوٹا
بَلٰی	کیوں نہیں	سَاعَةٌ	گھڑی
بَلْ	بلکہ	اَلسَّاعَةُ	قیامت
نَافِعٌ	فائدہ مند	غَائِبٌ	غیر حاضر
عَابِدٌ	عبادت کرنے والا	مُجْتَهِدٌ	محنت کرنے والا

اردو میں ترجمہ کریں

(۱)	اَزَیْدٌ عَالِمٌ؟	(۲)	اِنَّ زَیْدًا عَالِمٌ
(۳)	مَا زَیْدٌ بِعَالِمٍ	(۴)	هَلِ الرَّجُلَانِ صَادِقَانِ؟
(۵)	مَا الرَّجُلَانِ صَادِقَیْنِ	(۶)	اِنَّ الرَّجُلَیْنِ صَادِقَانِ
(۷)	هَلِ الْمُعَلِّمُوْنَ مُجْتَهِدُوْنَ	(۸)	بَلٰی! اِنَّ الْمُعَلِّمِیْنَ مُجْتَهِدُوْنَ
(۹)	هَلِ الْمُعَلِّمَاتُ غَائِبَاتٌ؟	(۱۰)	لَا! مَا الْمُعَلِّمَاتُ غَائِبَاتٍ
(۱۱)	اَلَیْسَ الْكِتَابُ نَافِعًا؟	(۱۲)	نَعَمْ! اِنَّ الْكِتَابَ نَافِعٌ
(۱۳)	لَا! بَلِ الْكُتُبُ صَعْبَةٌ		

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) کیا محمود جھوٹا ہے؟

(۲) جی ہاں! یقیناً محمود جھوٹا ہے۔

(۳) کیا حامد سچا نہیں ہے؟

(۴) جی ہاں! حامد سچا نہیں ہے۔

(۵) کیا دونوں بچیاں عبادت گزار ہیں؟

(۶) بے شک دونوں بچیاں عبادت گزار ہیں۔

(۷) کیا استانیاں بیٹھی ہیں؟

(۸) نہیں، بلکہ استانیاں کھڑی ہیں۔

جملہ اسمیہ (حصہ چہارم)

۱۳:۱ گزشتہ تین اسباق میں ہم نے جملہ اسمیہ کے مختلف قواعد سمجھ لیے اور ان کی مشق کر لی۔اب تک ہم نے جتنے جملوں کی مشق کی ہے ان میں خاص بات یہ تھی کہ تمام جملوں میں مبتدأ اور خبر دونوں مفرد تھے۔لیکن ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا بلکہ کبھی مبتدأ اور خبر دونوں یا ان میں سے کوئی ایک مفرد کے بجائے مرکبِ ناقص ہوتے ہیں۔

۱۳:۲ اس سلسلہ میں پہلی صورت یہ ممکن ہے کہ مبتدا مرکب ناقص ہو اور خبر مفرد ہو۔مثلاً اَلرَّجُلُ الطَّیِّبُ – حَاضِرٌ (اچھا مرد حاضر ہے)۔اس مثال پر غور کریں کہ اَلرَّجُلُ الطَّیِّبُ مرکبِ توصیفی ہے اور مبتدا ہے، جب کہ خبر حَاضِرٌ مفرد ہے۔

۱۳:۳ دوسری صورت یہ ممکن ہے کہ مبتدا مفرد ہو اور خبر مرکبِ ناقص ہو۔مثلاً زَیْدٌ – رَجُلٌ طَیِّبٌ (زید ایک اچھا مرد ہے)۔اس مثال میں زَیْدٌ مبتدا ہے اور مفرد ہے جبکہ خبر رَجُلٌ طَیِّبٌ مرکبِ توصیفی ہے۔

۱۳:۴ تیسری صورت یہ بھی ممکن ہے کہ مبتدا اور خبر دونوں مرکبِ ناقص ہوں۔مثلاً زَیْدُنِ الْعَالِمُ – رَجُلٌ طَیِّبٌ (عالم زید ایک اچھا مرد ہے)۔اس مثال میں زَیْدُنِ الْعَالِمُ مرکبِ توصیفی ہے اور مبتدا ہے جبکہ خبر رَجُلٌ طَیِّبٌ بھی مرکبِ توصیفی ہے۔

۱۳:۵ اب ایک بات اور بھی ذہن نشین کر لیں۔کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مبتدأ ایک سے زائد ہوتے ہیں اور ان کی جنس مختلف ہوتی ہے۔مثلاً ہم کہتے ہیں ''استاد اور استانی سچے ہیں''۔اس جملے میں سچے ہونے کی جو خبر دی جا رہی ہے وہ استاد اور استانی دونوں کے متعلق ہے۔چنانچہ دونوں مبتدا ہیں اور ان میں سے ایک مذکّر ہے جبکہ دوسرا مؤنّث ہے۔ادھر پیراگراف ۱۰:۸ میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ عدد اور جنس کے لحاظ سے خبر مبتدا کے تابع ہوتی ہے۔اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس جملہ کا عربی ترجمہ کرتے وقت خبر کا ترجمہ صیغہ مذکر میں کریں یا مؤنث میں؟ ایسی صورت میں اصول یہ ہے کہ مبتدأ اگر ایک سے زائد ہوں اور مختلف الجنس ہوں تو خبر مذکر آئے گی۔چنانچہ

مذکورہ بالا جملہ کا ترجمہ ہوگا اَلْـمُـعَلِّمُ وَالْمُعَلِّمَةُ صَادِقَانِ۔اب نوٹ کرلیں کہ خبر صَادِقَانِ مذکر ہونے کے ساتھ تثنیہ کے صیغے میں آئی ہے' اس لیے کہ مبتدا دو ہیں۔مبتدا اگر دو سے زیادہ ہوتے تو پھر خبر جمع کے صیغے میں آتی۔

مشق نمبر۱۲ (الف)

مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی یاد کریں اور ان کے نیچے دیے ہوئے جملوں کا ترجمہ کریں۔

رَجِيْمٌ	دُھتکارا ہوا	ضَلٰلٌ	گمراہی
حَمِيْمٌ	گرم جوش	فِتْنَةٌ	کسوٹی۔آزمائش
عَبْدٌ (ج عِبَادٌ)	بندہ۔غلام	صَدَقَةٌ	صدقہ
شَهْرٌ (ج اَشْهُرٌ)	مہینہ	كِذْبٌ / كَذِبٌ	جھوٹ
قَرِيْبٌ	قریب	صِدْقٌ	سچائی
شَاةٌ	بکری	فِيْلٌ	ہاتھی
قَدِيْمٌ	پرانا	جَدِيْدٌ	نیا
سِرَاجٌ	چراغ	حَيَوَانٌ	جانور

اردو میں ترجمہ کریں

(۱) اَلشَّيْطٰنُ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ

(۲) اِنَّ الشَّيْطٰنَ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ

(۳) لَيْسَ الشَّيْطٰنُ وَلِيًّا حَمِيْمًا

(۴) اَلشِّرْكُ ضَلٰلٌ مُّبِيْنٌ

(۵) اِنَّ الشِّرْكَ ظُلْمٌ عَظِيْمٌ

(۶) هَلِ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ مُفْلِحٌ

(۷) نَعَمْ! اِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ مُفْلِحٌ

(۸) اَلْفِئَةُ الْكَثِيْرَةُ وَالْفِئَةُ الْقَلِيْلَةُ حَاضِرَتَانِ

(۹) اَلصَّبْرُ الْجَمِيْلُ فَوْزٌ كَبِيْرٌ

(۱۰) هَلِ الْمُعَلِّمَاتُ الْمُجْتَهِدَاتُ قَاعِدَاتٌ

(۱۱) مَا الْمُعَلِّمَاتُ الْمُجْتَهِدَاتُ قَاعِدَاتٍ

(۱۲) اِنَّ الْمُعَلِّمَاتِ الْمُجْتَهِدَاتِ قَاعِدَاتٌ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) صبرِ جمیل چھوٹی کامیابی نہیں ہے۔ (۲) بے شک صبرِ جمیل ایک بڑی کامیابی ہے

(۳) کیا جھوٹ ایک چھوٹا گناہ ہے؟ (۴) جھوٹ چھوٹا گناہ نہیں ہے۔

(۵) کیا محنتی درزنیں سچی ہیں؟ (۶) یقیناً محنتی درزنیں سچی ہیں؟

(۷) سچی درزنیں محنتی نہیں ہیں۔ (۸) کیا ہاتھی عظیم حیوان ہے؟

(۹) کیوں نہیں! یقیناً ہاتھی ایک عظیم حیوان ہے۔

مشق نمبر ۱۲ (ب)

اب تک جملہ اسمیہ کے جتنے قواعد آپ کو بتائے گئے ہیں ان سب کو یکجا کر کے لکھیں اور انہیں زبانی یاد کریں۔

جملہ اِسمیہ (ضمائر)

۱۴:۱ تقریباً ہر زبان میں بات کہنے کا بہتر انداز یہ ہے کہ بات کے دوران جب کسی چیز کے لیے اس کا اسم استعمال ہو جائے اور دوبارہ اس کا ذکر آئے تو پھر اسم کے بجائے اس کی ضمیر استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً اگر دو جملے اس طرح ہوں: ''کیا بکری کوئی نیا جانور ہے؟ جی نہیں! بلکہ بکری ایک قدیم جانور ہے''۔ اسی بات کو کہنے کا بہتر انداز یہ ہوگا: ''کیا بکری کوئی نیا جانور ہے؟ جی نہیں! بلکہ وہ ایک قدیم جانور ہے''۔ آپ نے دیکھا کہ لفظ ''بکری'' کی تکرار طبیعت پر گراں گزر رہی تھی اور جب دوسرے جملے میں بکری کی جگہ لفظ ''وہ'' آ گیا تو بات میں روانی پیدا ہوگئی۔ اسی طرح عربی میں بھی بات میں روانی کی غرض سے ضمیروں کا استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ جملہ اسمیہ کے بہتر استعمال کے لیے ضروری ہے کہ ہم عربی میں استعمال ہونے والی ضمیروں کو یاد کر لیں اور ان کے استعمال کی مشق کر لیں۔

۱۴:۲ اب اگر ایک بات اور سمجھ لیں تو ضمیریں یاد کرنے میں بہت آسانی ہو جائے گی۔ جب کسی کے متعلق کوئی بات ہوتی ہے تو تین امکانات ہوتے ہیں۔ پہلا یہ کہ جس کے متعلق بات ہو رہی ہو وہ ''غائب'' ہو، یعنی یا تو وہ غیر حاضر ہو یا اس کو غیر حاضر فرض کر کے ''غائب'' کے صیغے میں بات کی جائے۔ مذکورہ بالا پیراگراف میں بکری اس کی مثال ہے۔ اردو میں غائب کے صیغے کے لیے زیادہ تر ''وہ'' کی ضمیر آتی ہے۔ دوسرا امکان یہ ہے کہ جس کے متعلق بات ہو رہی ہو وہ آپ کا ''مخاطب'' ہو یعنی حاضر ہو۔ اردو میں اس کے لیے اکثر ''آپ'' یا ''تم'' کی ضمیر آتی ہے۔ تیسرا امکان یہ ہے کہ ''متکلم'' خود اپنے متعلق بات کر رہا ہو۔ اردو میں اس کے لیے ''میں'' یا ''ہم'' کی ضمیر آتی ہے۔

۱۴:۳ اس سلسلہ میں ایک اہم بات یہ ہے کہ عربی کی ضمیروں میں نہ صرف غائب' مخاطب اور متکلم کا فرق واضح ہوتا ہے بلکہ جنس اور عدد کا فرق بھی نمایاں ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے عربی جملوں کے حقیقی مفہوم کا تعین کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ اب مختلف صیغوں میں استعمال ہونے والی مختلف ضمیروں کو یاد کرلیں' تاکہ جملوں کے ترجمے میں غلطی نہ ہو۔

ضَمَائِر مَرْفُوْعَہ مُنْفَصِلَہ

۱۴:۴		واحد	تثنیہ	جمع
غائب	مذکّر	هُوَ (He) (وہ ایک مرد)	هُمَا (They) (وہ دو مرد)	هُمْ (They) (وہ بہت سے مرد)
	مؤنّث	هِیَ (She) (وہ ایک عورت)	هُمَا (They) (وہ دو عورتیں)	هُنَّ (They) (وہ بہت سی عورتیں)
مخاطب	مذکّر	اَنْتَ (You) (تو ایک مرد)	اَنْتُمَا (you) (تم دو مرد)	اَنْتُمْ (You) (تم بہت سے مرد)
	مؤنّث	اَنْتِ (You) (تو ایک عورت)	اَنْتُمَا (You) (تم دو عورتیں)	اَنْتُنَّ (You) (تم بہت سی عورتیں)
متکلم	مذکّر و مؤنّث	اَنَا (I) (میں ایک)	نَحْنُ (We) (ہم دو)	نَحْنُ (We) (ہم بہت سے)

۱۴:۵ ان ضمیروں کے متعلق چند باتیں ذہن نشین کرلیں۔

(i) ہم پیراگراف ۴:۶ میں پڑھ آئے ہیں کہ ضمیریں معرفہ ہوتی ہیں۔ اس لیے اکثر جملوں میں یہ مبتدا کے طور پر بھی آتی ہیں۔ مثلاً هُوَ رَجُلٌ صَالِحٌ (وہ ایک نیک مرد ہے)' هُنَّ نِسَاءٌ صَالِحَاتٌ (وہ نیک عورتیں ہیں) وغیرہ۔

(ii) یہ ضمیریں کسی لفظ کے ساتھ ملا کر یعنی متّصل کر کے نہیں لکھی جاتیں بلکہ ان کی لکھائی اور تلفّظ

علیحدہ اور مستقل ہے۔اس لیے ان کو ضمائر منفصلہ بھی کہتے ہیں۔

(iii) ضمیر ''اَنَا'' کو پڑھتے اور بولتے وقت الف کے بغیر یعنی اَنَ پڑھتے ہیں۔

۱۴:۶ پیراگراف ۵:۱۰ میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ خبر عموماً نکرہ ہوتی ہے۔اب اس قاعدے کے دو استثناء سمجھ لیں کہ جب خبر معرفہ بھی آسکتی ہے۔ پہلا استثناء یہ ہے کہ خبر اگر کوئی ایسا لفظ ہو جو صفت نہ بن سکتا ہو تو وہ خبر معرفہ ہوسکتی ہے۔مثلاً اَنَا یُوْسُفُ (میں یوسف ہوں)۔دوسرا استثناء یہ ہے کہ خبر اگر اسمِ صفت ہو اور کسی ضرورت کے تحت اسے معرفہ لانا مقصود ہو تو مبتدأ اور خبر کے درمیان متعلقہ ضمیر فاصل لے آتے ہیں۔جیسے اَلرَّجُلُ ھُوَ الصَّالِحُ (مرد نیک ہے)۔کبھی جملہ میں تاکیدی مفہوم پیدا کرنے کے لیے بھی یہ انداز اختیار کیا جاتا ہے۔چنانچہ مذکورہ جملہ کا یہ ترجمہ بھی ممکن ہے کہ ''مرد ہی نیک ہے''۔اسی طرح سے اَلْمُؤْمِنُوْنَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یعنی مؤمن مراد پانے والے ہیں یا مؤمن ہی مراد پانے والے ہیں۔

مشق نمبر ۱۳

مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی یاد کریں اور ان کے نیچے دیے ہوئے جملوں کا ترجمہ کریں۔

خَادِمٌ	خادم۔نوکر	مَبْسُوْطٌ	خوشدل
ضَخِیْمٌ	بڑی جسامت والا	جِدًّا	بہت ہی
لٰکِنْ	لیکن	مَوْعِظَةٌ	وعظ۔نصیحت
قَدِیْرٌ	قدرت رکھنے والا	مَعْرُوْفٌ	بھلا۔اچھا

اردو میں ترجمہ کریں

۱۔ اَلْخَادِمَانِ الْمَبْسُوْطَانِ حَاضِرَانِ وَھُمَا مُجْتَھِدَانِ

۲۔ اِنَّ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ مَخْلُوْقَاتٌ وَھُنَّ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ

۳۔ اِنَّ الشِّرْکَ ضَلٰلٌ مُّبِیْنٌ وَھُوَ ظُلْمٌ عَظِیْمٌ ۴۔ اَ اَنْتَ اِبْرَاھِیْمُ؟

۵۔ مَا اَنَا اِبْرَاھِیْمَ بَلْ اَنَا مَحْمُوْدٌ ۶۔ ھَلْ زَیْنَبُ مُعَلِّمَۃٌ کَسْلَانَۃٌ؟

۷۔ لَا، مَا ھِیَ مُعَلِّمَۃً کَسْلَانَۃً بَلْ ھِیَ مُعَلِّمَۃٌ مُجْتَھِدَۃٌ

۸۔ھَلِ الْاِسْلَامُ دِیْنٌ حَقٌّ؟ ۹۔ بَلٰی! وَھُوَ صِرَاطٌ مُسْتَقِیْمٌ

۱۰۔ اَلدَّرْسُ سَھْلٌ لٰکِنْ ھُوَ طَوِیْلٌ ۱۱۔ اَلَیْسَ الْفِیْلُ حَیْوَانًا ضَخِیْمًا؟

۱۲۔ بَلٰی! ھُوَ حَیْوَانٌ ضَخِیْمٌ جِدًّا ۱۳۔ اَاَنْتُمْ خَیَّاطُوْنَ؟

۱۴۔ مَا نَحْنُ بِخَیَّاطِیْنَ بَلْ نَحْنُ مُعَلِّمُوْنَ

۱۵۔ اِنَّ الْمَرْءَ تَیْنِ الصَّالِحَتَیْنِ جَالِسَتَانِ

۱۶۔ اِنَّ الْمُعَلِّمِیْنَ وَ الْمُعَلِّمَاتِ مَبْسُوْطُوْنَ لٰکِنْ مَا ھُمْ بِمُجْتَھِدِیْنَ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) کیا اللہ قدرت والا ہے؟

(۲) جی ہاں! اللہ قدرت والا ہے۔

(۳) اچھی نصیحت صدقہ ہے اور وہ بہت ہی مقبول ہے۔

(۴) کیا زمین اور سورج دو واضح نشانیاں نہیں ہیں؟

(۵) کیا خوشدل استانیاں محنتی نہیں ہیں؟

(۶) کیوں نہیں! وہ خوشدل ہیں اور وہ محنتی ہیں۔

(۷) دونوں خوشدل استانیاں کھڑی ہیں یا بیٹھی ہیں؟

(۸) وہ کھڑی نہیں ہیں بلکہ بیٹھی ہیں۔

مرکب اِضافی (حصہ اوّل)

ا:۱۵ دو اسموں کا ایسا مرکب جس میں ایک اسم کو دوسرے اسم کی طرف نسبت دی گئی ہو مرکب اضافی کہلاتا ہے۔ جیسے اردو میں ہم کہتے ہیں ''لڑکے کی کتاب'' اس میں کتاب کو لڑکے کی طرف نسبت دی گئی ہے۔ جو یہاں ملکیت ظاہر کر رہی ہے۔ اس لیے یہ مرکبِ اضافی ہے۔

۱۵:۲ یہ بات ذہن میں واضح رہنی چاہیے کہ دو اسموں کے درمیان ملکیت کے علاوہ اور بھی نسبتیں ہوتی ہیں۔ لیکن فی الحال ہم ملکیت کی نسبت کے حوالے سے مرکب اضافی کے قواعد سمجھیں گے اور ان کی مشق کریں گے۔ پھر آگے چل کر جب دوسری نسبتیں سامنے آئیں گی تو ان کو قواعد کے مطابق استعمال کرنے میں ان شاء اللہ کوئی مشکل نہیں ہوگی۔

۱۵:۳ جس اسم کو کسی کی طرف نسبت دی جاتی ہے اسے ''مُضَاف'' کہتے ہیں۔ مذکورہ بالا مثال میں کتاب کو نسبت دی گئی ہے' اس لیے یہاں کتاب مضاف ہے اور جس اسم کی طرف کوئی نسبت دی جاتی ہے اسے ''مُضَاف اِلَیہ'' کہتے ہیں۔ مذکورہ مثال میں لڑکے کی طرف نسبت دی گئی ہے' اس لیے یہاں لڑکا مضاف اِلَیہ ہے۔

۱۵ : ۴ عربی میں مضاف پہلے آتا ہے اور مضاف اِلَیہ بعد میں آتا ہے' جبکہ اردو میں اس کے برعکس ہوتا ہے۔ جس کا ترجمہ میں خیال کرنا پڑتا ہے۔ مذکورہ مثال پر غور کریں: ''لڑکے کی کتاب''۔ اس میں لڑکا جو مضاف الیہ ہے' پہلے آیا ہے اور کتاب جو مضاف ہے' بعد میں آئی ہے۔ اب چونکہ عربی میں مضاف پہلے آتا ہے اس لیے ترجمہ کرتے وقت پہلے کتاب کا ترجمہ ہوگا' جو مضاف ہے' اور لڑکے کا ترجمہ بعد میں ہوگا جو مضاف اِلَیہ ہے۔ چنانچہ ترجمہ ہوگا کِتَابُ الْوَلَدِ۔

۱۵ : ۵ گزشتہ اسباق میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ اسم اگر نکرہ ہو تو اکثر اس پر تنوین آتی ہے جیسے کِتَابٌ۔ اور جب اس پر لامِ تعریف داخل ہوتا ہے تو تنوین ختم ہو جاتی ہے' جیسے اَلْکِتَابُ۔ اب ذرا مذکورہ مثال میں لفظ ''کِتَابُ'' پر غور کریں' نہ تو اس پر لامِ تعریف ہے اور نہ ہی تنوین ہے۔ بس یہی خصوصیت مضاف کی ایک آسان پہچان ہے اور مرکب اضافی کا پہلا قاعدہ یہی ہے کہ

مضاف پر نہ تو کبھی لامِ تعریف آ سکتا ہے اور نہ ہی کبھی تنوین آ سکتی ہے۔

۶ : ۱۵ مرکب اضافی کا دوسرا اصول یہ ہے کہ مضاف اِلَیہ ہمیشہ حالتِ جر میں ہوتا ہے۔ مذکورہ مثال کِتَابُ الْوَلَدِ میں دیکھیں اَلْوَلَدِ حالتِ جر میں ہے جس کا ترجمہ تھا ''لڑکے کی کتاب''۔ یہی اگر کِتَابُ وَلَدٍ ہوتا تو ترجمہ ہوتا ''کسی لڑکے کی کتاب''۔ اس لیے ترجمہ کرنے سے پہلے غور کرلیں کہ مضاف الیہ معرفہ ہے یا نکرہ اور ترجمہ میں اس کا لحاظ رکھیں۔ مرکب اضافی کے کچھ اور بھی قواعد ہیں جن کا ہم مرحلہ وار مطالعہ کریں گے۔ لیکن آگے بڑھنے سے پہلے مناسب ہے کہ پہلے ہم ان دو قواعد کی مشق کرلیں۔

مشق نمبر۱۴

مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی یاد کریں اور ان کے نیچے دیے ہوئے مرکبات اور جملوں کا ترجمہ کریں۔

لَبَنٌ	دودھ	مَخَافَةٌ	خوف
فَرِيْضَةٌ	فرض	اِطَاعَةٌ	اطاعت
بَقَرٌ	گائے	نَصْرٌ	مدد
عَالَـمٌ	جہان	عَامِلٌ	عمل کرنے والا
بَيْتٌ (ج بُيُوْتٌ)	گھر	ذِكْرٌ	یاد

اردو میں ترجمہ کریں

(۱) كِتٰبُ اللّٰهِ　　(۲) نِعْمَةُ اللّٰهِ

(۳) طَلَبُ الْعِلْمِ　　(۴) لَحْمُ شَاةٍ

(۵) لَبَنُ بَقَرٍ　　(۶) لَبَنُ الْبَقَرِ وَلَحْمُ الشَّاةِ طَيِّبَانِ

(۷) عَالِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ　　(۸) رَسُوْلُ اللّٰهِ

(۹) رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ　　(۱۰) بُيُوْتُ النَّبِيِّ

(۱۱) ذِكْرُ الرَّحْمٰنِ　　(۱۲) يَوْمُ الْجُمُعَةِ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) اللہ کا خوف
(۲) اللہ کا عذاب
(۳) ہاتھی کا سر
(۴) کسی ہاتھی کا سر
(۵) ایک کتاب کا سبق
(۶) اللہ کا رنگ
(۷) اللہ کی مدد
(۸) رسولؐ کی دعا
(۹) کسی عمل کرنے والے کا عمل
(۱۰) لوگوں کے مال
(۱۱) تمام جہانوں کا رب

مرکب اضافی (حصہ دوم)

۱۶:۱ اب تک ہم نے کچھ سادہ مرکب اضافی کی مشق کر لی ہے۔ لیکن تمام مرکب اضافی اتنے سادہ نہیں ہوتے ہیں، بلکہ بعض میں ایک سے زیادہ مضاف اور مضاف الیہ آتے ہیں۔ مثلاً اس جملہ پر غور کریں ''وزیر کے مکان کا دروازہ''۔ اس میں دروازہ مضاف ہے جس کا مضاف الیہ مکان ہے، لیکن مکان خود بھی مضاف ہے، جس کا مضاف الیہ وزیر ہے۔ اب اس کا ترجمہ کرتے وقت یہ بات ذہن میں رکھیں کہ مرکبِ توصیفی کی طرح مرکّبِ اضافی کا بھی الٹا ترجمہ کرنا ہوتا ہے۔ اس لیے سب سے آخری لفظ ''دروازہ'' کا سب سے پہلے ترجمہ کرنا ہے اور یہ چونکہ مضاف ہے، اس لیے اس پر نہ تو لامِ تعریف آ سکتا ہے اور نہ ہی تنوین۔ چنانچہ اس کا ترجمہ ہوگا ''بَابُ'' اس کے بعد درمیانی لفظ ''مکان'' کا ترجمہ کرنا ہے۔ یہ بَابُ کا مضاف الیہ ہے، اس لیے حالتِ جر میں ہوگا، لیکن ساتھ ہی یہ وزیر کا مضاف بھی ہے اس لیے اس پر نہ تو لامِ تعریف داخل ہو سکتا ہے اور نہ ہی تنوین آ سکتی ہے۔ چنانچہ اس کا ترجمہ ہوگا ''بَیْتِ''۔ اس طرح جملے کا ترجمہ ہوگا ''بَابُ بَیْتِ الْوَزِیْرِ''۔

۱۶:۲ پیراگراف ۳:۳ میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ غیر منصرف اسماء حالتِ جر میں زیر قبول نہیں کرتے اس قاعدے کا پہلا استثناء ہم نے پیراگراف ۶:۶ میں پڑھا کہ غیر منصرف اسم جب معرّف بِاللّام ہو تو حالتِ جر میں زیر قبول کرتا ہے۔ اب دوسرا استثناء بھی سمجھ لیں، کوئی غیر منصرف اسم اگر مضاف ہو تو حالتِ جر میں زیر قبول کرتا ہے۔ جیسے ''اَبْوَابُ مَسَاجِدِ اللّٰہِ'' (اللہ کی مسجدوں کے دروازے)۔ اب دیکھیں مَسَاجِدُ غیر منصرف ہے۔ اس مثال میں وہ لفظ اللہ کا مضاف ہے اس لیے اس پر لامِ تعریف نہیں آ سکتا اور ابواب کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے اس نے زیر قبول کی۔

۱۶:۳ سبق نمبر ۱۳ میں ہم نے پڑھا تھا کہ مبتدا اور خبر کبھی مفرد لفظ کے بجائے مرکب ناقص بھی ہوتے ہیں۔اس کی وضاحت کے لیے وہاں ہم نے تمام مثالیں مرکب توصیفی کی دی تھیں۔ کیونکہ اس وقت آپ نے صرف مرکب توصیفی پڑھا تھا۔اب سمجھ لیں کہ مرکب اضافی بھی کبھی مبتدا اور کبھی خبر بنتا ہے۔جبکہ کسی جملے میں مبتدأ اور خبر دونوں مرکب اضافی ہوتے ہیں۔مثلاً مَحْمُوْدٌ وَلَدُ الْمُعَلِّمِ (محمود استاد کا لڑکا ہے)۔اس میں مَحْمُوْدٌ مفرد لفظ ہے اور مبتدا ہے۔وَلَدُ الْمُعَلِّمِ مرکب اضافی ہے اور خبر ہے۔طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ (علم کی طلب فرض ہے)۔اس میں طَلَبُ الْعِلْمِ مرکب اضافی ہے اور مبتدأ ہے۔فَرِیْضَۃٌ مفرد لفظ ہے اور خبر ہے۔اِطَاعَۃُ الرَّسُوْلِ اِطَاعَۃُ اللّٰہِ (رسول ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے)۔اس میں مبتدأ اور خبر دونوں مرکب اضافی ہیں۔

۱۶:۴ ہم پڑھ چکے ہیں کہ خبر عام طور پر نکرہ ہوتی ہے۔اس قاعدے کے دو استثناء بھی پیراگراف ۱۴:۶ میں سمجھ چکے ہیں۔اب اس کا ایک اور استثناء نوٹ کریں۔کوئی مرکب ناقص اگر خبر بن رہا ہو تو ایسی صورت میں خبر معرفہ بھی ہوسکتی ہے۔اسی طرح سے مبتدأ عموماً معرفہ ہوتا ہے۔لیکن کوئی مرکب ناقص اگر مبتدا بن رہا ہو تو وہ نکرہ بھی ہوسکتا ہے۔

مشق نمبر ۱۵

مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی یاد کریں اور ان کے نیچے دیے ہوئے مرکبات اور جملوں کا ترجمہ کریں۔

حِکْمَۃٌ	دانائی	صَیْدٌ	شکار
بَرٌّ	خشکی	بَحْرٌ	سمندر
مِرْاٰۃٌ	آئینہ	ظِلٌّ	سایہ
سَوْطٌ	کوڑا	ظَالِمٌ	ظالم
ضَوْءٌ	روشنی	طَعَامٌ	کھانا
زَھْرٌ	کوئی پھول	وَرْدٌ	گلاب
مٰلِکٌ	مالک	یَوْمُ الدِّیْنِ	بدلے کا دن

حُبٌّ	محبت	طَيِّبٌ	پاک
جَزَاءٌ	جزا۔ بدلہ	حَرُثٌ	کھیتی

اردو میں ترجمہ کریں

۱۔ بَابُ بَيُتِ غُلَامِ الُوَزِيُرِ
۲۔ طَالِبَاتُ مَدُرَسَةِ الُبَلَدِ
۳۔ لَحُمُ صَيُدِ الُبَرِّ
۴۔ حَجُّ بَيُتِ اللّٰهِ
۵۔ رَأُسُ الُحِكُمَةِ مَخَافَةُ اللّٰهِ
۶۔ مُعَلِّمَاتُ مَدُرَسَةِ الُبَلَدِ نِسَاءٌ مُسُلِمَاتٌ
۷۔ اَلُمُسُلِمُ مِرُاٰةُ الُمُسُلِمِ
۸۔ اِنَّ السُّلُطَانَ الُعَادِلَ ظِلُّ اللّٰهِ
۹۔ نَصُرُ اللّٰهِ قَرِيُبٌ
۱۰۔ طَعَامُ فُقَرَاءِ الُمَسَاجِدِ طَيِّبٌ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) اللہ کے عذاب کا کوڑا
(۲) اللہ کے رسول ؐ کی دعا
(۳) اللہ کے رسول ؐ کی بیٹی کی دعا
(۴) ظالم بادشاہ اللہ کے عذاب کا کوڑا ہے
(۵) زمین اور آسمانوں کا نور
(۶) اللہ بدلے کے دن کا مالک ہے
(۷) اللہ کی مسجدوں کے علماء نیک ہیں
(۸) مؤمن کا دل اللہ کا گھر ہے
(۹) اچھی نصیحت آخرت کی کھیتی ہے

مُرکبِ اضافی (حصہ سوم)

ا:۱۷ یہ بات ہم پڑھ چکے ہیں کہ مضاف پر تنوین اور لامِ تعریف نہیں آ سکتے۔ اس کی وجہ سے ایک مسئلہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ کسی مضاف کے نکرہ یا معرفہ ہونے کی پہچان کس طرح ہو۔ اس کا اصول یہ ہے کہ کوئی اسم جب کسی معرفہ کی طرف مضاف ہو تو اسے معرفہ مانتے ہیں۔ مثلاً غُلَامُ الرَّجُلِ (مرد کا غلام)' میں غُلَامُ مضاف ہے اَلرَّجُلُ کی طرف' جو کہ معرفہ ہے۔ اس لیے اس مثال میں غُلَامُ معرفہ مانا جائے گا۔ اب دوسری مثال دیکھئے۔ غُلَامُ رَجُلٍ. یہاں غُلَامُ مضاف ہے رَجُلٍ کی طرف' جو کہ نکرہ ہے۔ اس لیے اس مثال میں غُلَامُ نکرہ مانا جائے گا۔

۲:۱۷ مرکبِ اضافی کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان میں کوئی لفظ نہیں آتا۔ اس کی وجہ سے ایک مسئلہ اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب مرکّبِ اضافی میں مضاف کی صفت بھی آ رہی ہو۔ مثلاً ''مرد کا نیک غلام''۔ اب اگر اس کا ترجمہ ہم اس طرح کریں کہ غُلَامُ الصَّالِحُ الرَّجُلِ تو اصول ٹوٹ جاتا ہے۔ اس لیے کہ مضاف غُلَامُ اور مضاف الیہ اَلرَّجُلِ کے درمیان صفت آ گئی۔ اس لیے یہ ترجمہ غلط ہے۔ چنانچہ اصول کو قائم رکھنے کے لیے طریقہ یہ ہے کہ مضاف کی صفت مرکبِ اضافی کے بعد لائی جائے۔ اس لیے اس کا صحیح ترجمہ ہوگا: غُلَامُ الرَّجُلِ الصَّالِحُ۔

۳:۱۷ ایسی مثالوں کے ترجمہ کا ایک آسان طریقہ یہ ہے کہ صفت یعنی ''نیک'' کو نظر انداز کر کے پہلے صرف مرکبِ اضافی یعنی ''مرد کا غلام'' کا ترجمہ کرلیں غُلَامُ الرَّجُلِ۔ اب اس کے آگے صفت لگائیں جو چاروں پہلوؤں سے غُلَامُ کے مطابق ہونی چاہیے۔ اب نوٹ کریں کہ یہاں غُلَامُ مضاف ہے اَلرَّجُلِ کی طرف' جو معرفہ ہے اس لیے غُلَامُ معرفہ مانا جائے گا۔ چنانچہ اس کی صفت صَالِحٌ نہیں بلکہ اَلصَّالِحُ آئے گی۔

۴:۱۷ دوسرا امکان یہ ہے کہ صفت مضاف الیہ کی آ رہی ہو جیسے ''نیک مرد کا غلام''۔ اس صورت میں بھی صفت مضاف الیہ یعنی اَلرَّجُلِ کے بعد آئے گی اور چاروں پہلوؤں سے اَلرَّجُلِ کا اتباع

کرے گی۔ چنانچہ اب ترجمہ ہوگا غُلَامُ الرَّجُلِ الصَّالِحِ ۔دونوں مثالوں کے فرق کوخوب اچھی طرح ذہن نشین کرلیجیے۔دیکھئے! پہلی مثال میں الصَّالِحُ کی رفع بتارہی ہے کہ یہ غُلَامُ کی صفت ہےاوردوسری مثال میں اَلصَّالِحِ کی جر بتارہی ہے کہ یہ اَلرَّجُلِ کی صفت ہے۔

۱۷:۵ تیسراامکان یہ ہے کہ مضاف اورمضاف الیہ دونوں کی صفت آرہی ہو،جیسے ''نیک مرد کا نیک غلام''۔ایسی صورت میں دونوں صفتیں مضاف الیہ یعنی اَلرَّجُلِ کے بعدآئیں گی۔پہلے مضاف الیہ کی صفت لائی جائے گی۔چنانچہ اب ترجمہ ہوگا''غُلَامُ الرَّجُلِ الصَّالِحِ الصَّالِحُ''۔ آیئے اب اس قاعدے کی کچھ مشق کرلیں۔

مشق نمبر ۱۶

مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی یاد کریں اور ان کے نیچے دیے ہوئے مرکبات اور جملوں کا ترجمہ کریں۔

جَيِّدٌ	عمدہ	نَظِيفٌ	صاف۔ستھرا
اَحْمَرُ	سرخ	مُوْقَدَةٌ	بھڑکائی ہوئی
حَارَةٌ	محلّہ	تِلْمِيذٌ (ج تَلَامِذَةٌ)	شاگرد
نَفِيسٌ	پاکیزہ	مَشْهُوْرٌ	مشہور
لَوْنٌ	رنگ	طِيبٌ	خوشبو
مَشْغُوْلٌ	مصروف۔مشغول		

اردو میں ترجمہ کریں

۱۔ وَلَدُ الْمُعَلِّمَةِ الصَّالِحُ

۲۔ وَلَدُ الْمُعَلِّمَةِ الصَّالِحَةِ

۳۔ وَلَدُ الْمُعَلِّمَةِ صَالِحٌ

۴۔ مُعَلِّمَةُ الْوَلَدِ صَالِحَةٌ

۵۔ غُلَامُ زَيْدٍ زَعْلَانُ

۶۔ غُلَامُ زَيْدِ نِ الزَّعْلَانُ

۷۔ غُلَامُ زَيْدِ نِ الصَّادِقِ

۸۔ نَجَّارُ الْحَارَةِ الصَّادِقُ

۹۔ طِيُبُ الطَّعَامِ الطَّرِيِّ الْجَيِّدُ ۱۰۔ لَبَنُ الشَّاةِ الصَّغِيُرَةِ جَيِّدٌ

۱۱۔ لَوُنُ الْوَرُدِ اَحُمَرُ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) استاد کا نیک شاگرد (۲) محنتی استاد کی شاگردہ

(۳) محنتی استاد کا شاگرد نیک ہے (۴) محنتی استانی کا نیک شاگرد

(۵) عذاب کا شدید کوڑا (۶) اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ

(۷) آگ کا عذاب دردناک ہے (۸) نیک مؤمن کا مطمئن دل

(۹) نیک مؤمنوں کے دل مطمئن ہیں (۱۰) صاف ستھرے محلے کا محنتی نانبائی

(۱۱) سرخ پھول کی عمدہ خوشبو (۱۲) گائے کا عمدہ گوشت

(۱۳) بڑی بکری کا گوشت (۱۴) اللہ کی عظیم نعمت

(۱۵) عظیم اللہ کی نعمت (۱۶) اللہ کی رحمت عظیم ہے

مرکب اضافی (حصہ چہارم)

18:1 تثنیہ کے صیغوں یعنی ـ انِ اور ـ یْنِ اور جمع مذکر سالم کے صیغوں یعنی ـُوْنَ اور ـِیْنَ کے آخر میں جو نون آتے ہیں انہیں نونِ اعرابی کہتے ہیں اور مرکبِ اضافی کا چوتھا اصول یہ ہے کہ جب کوئی اسم مذکورہ بالا صیغوں میں مضاف بن کر آتا ہے تو اس کا نونِ اعرابی گر جاتا ہے۔ مثلاً ہم کہتے ہیں ''مکان کے دونوں دروازے صاف ستھرے ہیں۔'' اس کا ترجمہ اس طرح ہونا چاہیے تھا ''بَابَانِ الْبَیْتِ نَظِیْفَانِ '' لیکن مذکورہ اصول کے تحت بَابَانِ کا نونِ اعرابی گر جائے گا۔ اس لیے ترجمہ ہوگا ''بَابَا الْبَیْتِ نَظِیْفَانِ ''۔ اسی طرح ''بے شک مکان کے دونوں دروازے صاف ہیں'' کا ترجمہ ہونا چاہئے تھا ''اِنَّ بَابَیْنِ الْبَیْتِ نَظِیْفَانِ لیکن بَابَیْنِ کا نونِ اعرابی گرنے کی وجہ سے یہ ہوگا اِنَّ بَابَیِ الْبَیْتِ نَظِیْفَانِ وغیرہ۔

18:2 اب ہم جمع مذکر سالم کی مثال پر اس اصول کا اطلاق کر کے دیکھتے ہیں۔ مثلاً ہم کہتے ہیں ''مسجدوں کے مسلمان سچے ہیں۔'' اس کا ترجمہ ہونا چاہیے تھا ''مُسْلِمُوْنَ الْمَسَاجِدِ صَادِقُوْنَ لیکن مُسْلِمُوْنَ کا نونِ اعرابی گرنے سے یہ ہوگا مُسْلِمُوا الْمَسَاجِدِ صَادِقُوْنَ۔ اسی طرح اِنَّ مُسْلِمِیْنَ الْمَسَاجِدِ صَادِقُوْنَ کے بجائے اِنَّ مُسْلِمِی الْمَسَاجِدِ صَادِقُوْنَ ہوگا۔

مشق نمبر ۱۷ (الف)

مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی یاد کریں اور ان کے نیچے دیے ہوئے مرکبات اور جملوں کا ترجمہ کریں۔

بَوَّابٌ	دربان	وَسِخٌ	میلا
جَبَلٌ (ن جِبَالٌ)	پہاڑ	جُنْدٌ (ج جُنُوْدٌ)	لشکر
رُمْحٌ (ج رِمَاحٌ)	نیزا	جَرِیْءٌ	بہادر

بَوَّابٌ	دربان	وَسِخٌ	میلا
جَبَلٌ (ن جِبَالٌ)	پہاڑ	جُنْدٌ (ج جُنُوْدٌ)	لشکر
رُمْحٌ (ج رِمَاحٌ)	نیزا	جَرِیْءٌ	بہادر
وَجْهٌ (ج وُجُوْهٌ)	چہرہ	بَاسِرٌ	خوف سے بگڑا ہوا
عِنْدَ (ہمیشہ مضاف آتا ہے)	پاس	رَأْسٌ (ج رُؤُوْسٌ)	سر۔ چوٹی

اُردو میں ترجمہ کریں

۱۔ هُمَا بَوَّابَانِ صَالِحَانِ

۲۔ هُمَا بَوَّابَا الْقَصْرِ

۳۔ اَ بَوَّابَا الْقَصْرِ صَالِحَانِ؟

۴۔ اِنَّ بَوَّابَیِ الْقَصْرِ صَالِحَانِ

۵۔ یَدَانِ نَظِیْفَتَانِ وَ رِجْلَانِ وَسِخَتَانِ

۶۔ یَدَا طِفْلَةِ زَیْدٍ وَسِخَتَانِ

۷۔ رِجْلَا طِفْلِ الْمُعَلِّمَةِ الصَّغِیْرِ نَظِیْفَتَانِ

۸۔ رُؤُوْسُ الْجِبَالِ الْجَمِیْلَةُ

۹۔ اَمُعَلِّمُو الْمَدْرَسَةِ مُجْتَهِدُوْنَ؟

۱۰۔ اِنَّ مُعَلِّمِی الْمَدْرَسَةِ مُجْتَهِدُوْنَ

۱۱۔ اَلْحَمْوُ مَوْتٌ

عربی میں ترجمہ کریں

۱۔ وہ دونوں بہادر لشکر ہیں

۲۔ دونوں بادشاہوں کے لشکر بہادر ہیں

۳۔ دونوں لشکروں کے طویل نیزے

۴۔ کچھ بگڑے ہوئے چہرے

۵۔ کیا دو مردوں کے چہرے بگڑے ہوئے ہیں؟

۶۔ بے شک دونوں مردوں کے چہرے بگڑے ہوئے ہیں

۷۔ کیا زید کی دونوں کتابیں مشکل ہیں؟

۸۔ بے شک زید کی دونوں کتابیں مشکل ہیں

۹۔ زید کی مشکل کتابیں (جمع) محمود کے پاس ہیں

۱۰۔ وہ (جمع) نیک مومن ہیں

۱۱۔ محلّہ کے مومن (جمع) نیک ہیں

۱۲۔ محلّہ کے نیک مومن (جمع)

۱۳۔ کیا محلّہ کے مومن (جمع) نیک ہیں

۱۴۔ یقیناً محلّہ کے مومن (جمع) نیک ہیں

۱۵۔ وہ (جمع) مدرسہ کی استانیاں ہیں

۱۶۔ بے شک شہر کے مدرسہ کی استانیاں نیک ہیں

۱۷۔ وہ مدرسہ کے اساتذہ ہیں

۱۸۔ کیا مدرسہ کے اساتذہ تھکے ہوئے ہیں؟

۱۹۔ جی نہیں! بلکہ وہ سُست ہیں

۲۰۔ چھوٹی بکری کا گوشت اور گائے کا تازہ دودھ بہت ہی عمدہ ہیں

۲۱۔ حامد اور محمود خوشدل لڑکے ہیں اور وہ عالم زید کے شاگرد ہیں

۲۲۔ فاطمہ اور زینب محنتی شاگرد ہیں اور نیک استانی کی بیٹیاں ہیں

۲۳۔ زید کے خوشدل غلام (جمع) بہت محنتی ہیں

۲۴۔ محلے کے خوش دل درزی (جمع) بہت نیک ہیں

۲۵۔ صاف ستھرے محلے کے دونوں نانبائی مشغول ہیں اور وہ دونوں بہت سچے ہیں

مشق نمبر ۱۷ (ب)

اب تک مرکبِ اضافی کے جتنے قواعد آپ کو بتائے گئے ہیں ان سب کو یکجا کر کے لکھیں اور انہیں زبانی یاد کریں۔

مرکبِ اضافی (حصہ پنجم)

19:1 سبق نمبر ۱۴، جملہ اسمیہ (ضمائر) میں ہم نے ضمیروں کے استعمال کی ضرورت اور افادیت کو سمجھنے کے ساتھ ان کا استعمال بھی سمجھ لیا تھا۔ اب ان میں سے کچھ مختلف ضمیروں کا استعمال ہم نے اس سبق میں سیکھنا ہے۔ اس کے لیے اس جملہ پر غور کریں ''وزیر کا مکان اور وزیر کا باغ''۔ اس جملہ میں اسم ''وزیر'' کی تکرار بُری لگتی ہے، اس لیے اس بات کی ادائیگی کا بہتر انداز یہ ہے ''وزیر کا مکان اور اس کا باغ''۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں ''بچی کی استانی اور اس کا اسکول''۔ عربی میں ایسے مقامات پر جو ضمیریں استعمال ہوتی ہیں ان میں بھی غائب، مخاطب اور متکلم کے علاوہ جنس اور عدد کے تمام صیغوں کا فرق نسبتاً زیادہ واضح ہے۔ اب ان ضمیروں کو یاد کرلیں۔

19:2 ## ضمائر مجرورہ متّصلہ

		واحد	تثنیہ	جمع
غائب	مذکر	هُ – هٗ *(His,him)* اس (ایک مرد) کا	هُمَا *(Their,Them)* ان (دو مردوں) کا	هُمْ *(Their,Them)* ان (سب مردوں) کا
	مؤنّث	هَا *(Her)* اس (ایک عورت) کا	هُمَا *(Their,Them)* ان (دو عورتوں) کا	هُنَّ *(Their,Them)* ان (سب عورتوں) کا
مخاطب	مذکر	كَ *(Your,You)* تیرا (ایک مرد)	كُمَا *(Your,You)* تم دونوں (مردوں) کا	كُمْ *(Your,You)* تم سب (مردوں) کا

	مونث	کِ (Your, You) تیرا (ایک عورت)	کُمَا (Your, You) تم دونوں (عورتوں) کا	کُنَّ (Your, You) تم (سب عورتوں) کا
متکلم	مذکّر و مؤنّث	ی (My,me) میرا	نَا (Ours,us) ہمارا	نَا (Ours,us) ہمارا

19:3 ان ضمیروں کا استعمال سمجھنے کے لیے اوپر دی گئی مثالوں کا ترجمہ کریں۔ پہلے جملہ کا ترجمہ ہوگا **بَیْتُ الْوَزِیْرِ وَبُسْتَانُہٗ** اور دوسرے جملہ کا ترجمہ ہوگا **مُعَلِّمَۃُ الطِّفْلَۃِ وَمَدْرَسَتُھَا**۔ اب ان مثالوں پر ایک مرتبہ پھر غور کریں۔ دیکھیں **بُسْتَانُہٗ** (اس کا باغ) اصل میں تھا ''وزیر کا باغ''۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں ہٗ کی ضمیر وزیر کے لیے آئی ہے جو اس جملہ میں مضاف الیہ ہے۔ اسی طرح **مَدْرَسَتُھَا** (اس کا مدرسہ) اصل میں تھا ''بچی کا مدرسہ''۔ چنانچہ یہاں **ھَا** کی ضمیر بچی کے لیے آئی ہے اور وہ بھی مضاف الیہ ہے۔ اس طرح معلوم ہوا کہ یہ ضمیریں زیادہ تر مضاف الیہ بن کر آتی ہیں اور مضاف الیہ چونکہ ہمیشہ حالتِ جر میں ہوتا ہے اس لیے ان ضمائر کو حالتِ جر میں فرض کر لیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا نام ضمائرِ مجرورہ ہے۔

19:4 یہ بھی نوٹ کر لیں کہ یہ ضمیریں زیادہ تر اپنے مضاف کے ساتھ ملا کر لکھی جاتی ہیں۔ جیسے **رَبُّہٗ** (اس کا رب)، **رَبُّکَ** (تیرا رب)، **رَبِّی** (میرا رب)، **رَبُّنَا** (ہمارا رب) وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا نام ضمائر متّصلہ بھی ہے۔

19:5 یہ بات نوٹ کر لیں کہ پہلی ضمیر یعنی واحد مذکر غائب کی ضمیر ہٗ کو لکھنے اور پڑھنے کے مختلف طریقے ہیں۔ اس کا ایک عام اصول یہ ہے کہ اس ضمیر سے پہلے اگر:

(i) پیش یا زبر ہو تو ضمیر پر الٹا پیش آتا ہے جیسے **اَوْلَادُہٗ حِسَابُہٗ**

(ii) علامت سکون ہو تو ضمیر پر سیدھا پیش آتا ہے جیسے **مِنْہُ**

(iii) یائے ساکن ہو تو ضمیر پر زیر آتی ہے جیسے **فِیْہِ**

(iv) زیر ہو تو ضمیر پر کھڑی زیر آتی ہے۔ جیسے **بِہٖ**

۱۹:۶ اسی طرح یہ بھی نوٹ کرلیں کہ واحد متکلم کی ضمیر ''ی'' کی طرف جب کوئی اسم مضاف ہوتا ہے تو تینوں اعرابی حالتوں میں اس کی ایک ہی شکل ہوتی ہے۔ مثلاً ''میری کتاب نئی ہے'' کا ترجمہ بنتا ہے کِتَابُ ی جَدِیْدٌ ۔ اس کو لکھا جائے گا کِتَابِیْ جَدِیْدٌ ۔ ''یقیناً میری کتاب نئی ہے'' کا ترجمہ بنتا ہے اِنَّ کِتَاب ی جَدِیْدٌ لیکن اس کو بھی اِنَّ کِتَابِیْ جَدِیْدٌ لکھا جائے گا۔ اور ''میری کتاب کا ورق'' کا تو ترجمہ ہی یہ بنتا ہے وَرَقُ کِتَابِیْ ۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ یائے متکلم اپنے مضاف کی رفع، نصب کھا جاتی ہے۔

۱۹:۷ ایک بات اور ذہن نشین کرلیں کہ اَبٌ (باپ)، اَخٌ (بھائی)، فَمٌ (منہ) اور ذُوْ (والا۔ صاحب) یہ الفاظ جب مضاف بن کر آتے ہیں تو مختلف اعرابی حالتوں میں ان کی صورتیں مندرجہ ذیل ہوں گی:

جر	نصب	رفع	لفظ
اَبِیْ	اَبَا	اَبُوْ	اَبٌ
اَخِیْ	اَخَا	اَخُوْ	اَخٌ
فِیْ	فَا	فُوْ	فَمٌ
ذِیْ	ذَا	ذُوْ	ذُوْ

مثلاً اَبُوْهُ عَالِمٌ (اس کا باپ عالم ہے)، اِنَّ اَبَاهُ عَالِمٌ (بیشک اس کا باپ عالم ہے)، کِتَابُ اَخِیْکَ جَدِیْدٌ (تیرے بھائی کی کتاب نئی ہے) وغیرہ۔ اس ضمن میں یاد کرلیں کہ لفظ ذُوْ ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتا بلکہ اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ مثلاً ذُوْ مَالٍ (صاحب مال۔ مال والا)، ذَا مَالٍ اور ذِیْ مَالٍ وغیرہ۔

مشق نمبر ۱۸

مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی یاد کریں اور ان کے نیچے دیے ہوئے مرکبات اور جملوں کا ترجمہ کریں۔

سَیِّدٌ	سردار، آقا	لِسَانٌ	زبان
مِنْضَدَۃٌ	میز	اُمٌّ	ماں
فَوْقَ (مضاف آتا ہے)	اوپر	تَحْتَ (مضاف آتا ہے)	نیچے
مَا (استفہامیہ)	کیا	حَفِیْظٌ	ہمیشہ کے لیے محفوظ
فَاطِرٌ	بنانے والا		

اردو میں ترجمہ کریں

(۱) اَللّٰہُ رَبُّنَا

(۲) اُمُّہٗ صِدِّیْقَۃٌ

(۳) اَلْقُرْآنُ کِتَابُکُمْ وَکِتَابُنَا

(۴) عِنْدَنَا کِتَابٌ حَفِیْظٌ

(۵) اِنَّ اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ

(۶) رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

(۷) اَللّٰہُ عَالِمُ الْغَیْبِ وَعِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ

(۸) سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُھُمْ

(۹) اَلْکِتَابُ فَوْقَ الْمِنْضَدَۃِ

(۱۰) کِتَابِیْ فَوْقَ مِنْضَدَتِکَ

(۱۱) اَبُوْھُمَا صَالِحٌ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) آسمان میرے سر کے اوپر ہے

(۲) ہماری کتابیں استاد کی میز کے نیچے ہیں

(۳) بے شک ہمارا رب رحیم غفور ہے

(۴) فاطمہ کے پاس ایک خوبصورت قلم ہے

(۵) تمہاری زبان عربی ہے اور ہماری زبان ہندی ہے

حرفِ ندا

۱:۲۰ ہر زبان میں کسی کو پکارنے کے لیے کچھ الفاظ مخصوص ہوتے ہیں۔ انہیں حروفِ ندا کہتے ہیں اور جس کو پکارا جائے اسے منادیٰ کہتے ہیں۔ جیسے اردو میں ہم کہتے ہیں ''اے بھائی''، ''اے لڑکے'' وغیرہ۔ اس میں ''اے'' حرفِ ندا ہے جبکہ ''بھائی'' اور ''لڑکے'' منادیٰ ہیں۔ عربی میں زیادہ تر ''یَـــا'' حرفِ ندا کے لیے استعمال ہوتا ہے اور منادیٰ کی مختلف قسمیں ہیں جن کے اپنے قواعد ہیں۔ اس وقت ہم اپنی بات کو منادیٰ کی تین قسموں تک محدود رکھیں گے۔

۲:۲۰ ایک صورت یہ ہے کہ منادیٰ مفرد لفظ ہو جیسے زَیْدٌ یا رَجُلٌ۔ اس پر جب حرفِ ندا داخل ہوتا ہے تو اسے حالتِ رفع میں ہی رکھتا ہے لیکن تنوین ختم کر دیتا ہے۔ چنانچہ یہ ہو جائے گا یَا زَیْدُ (اے زید)' یَا رَجُلُ (اے مرد) وغیرہ۔

۳:۲۰ دوسری صورت یہ ہے کہ منادیٰ معرف باللام ہو جیسے اَلرَّجُلُ یا اَلطِّفْلَۃُ ان پر جب حرفِ ندا داخل ہوتا ہے تو مذکر کے ساتھ یٰـــاَیُّـھَا اور مونث کے ساتھ یٰـاَیَّتُھَا کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ جیسے یَااَیُّھَا الرَّجُلُ (اے مرد)' یَااَیَّتُھَا الطِّفْلَۃُ (اے بچی) وغیرہ۔

۴:۲۰ تیسری صورت یہ ہے کہ منادیٰ مرکبِ اضافی ہو۔ جیسے عَبْدُ اللّٰہِ' عَبْدُ الرَّحْمٰنِ۔ ان پر جب حرفِ ندا داخل ہوتا ہے تو مضاف کو نصب دیتا ہے۔ جیسے یَا عَبْدَ اللّٰہِ' یَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ وغیرہ۔ بعض اوقات حرفِ ندا ''یَا'' کے بغیر صرف عَبْدَ الرَّحْمٰنِ آتا ہے تب بھی اسے منادیٰ مانا جاتا ہے۔ یہ اسلوب اردو میں بھی موجود ہے۔ اکثر ہم لفظ ''اے'' کے بغیر صرف ''عَبْدُ الرَّحْمٰن۔ ن۔ ن'' یعنی آخری حرف نون کو ذرا کھینچ کر بولتے ہیں تو سننے والا سمجھ جاتا ہے کہ اسے پکارا گیا ہے۔ اسی طرح عربی میں یَا کے بغیر عَبْدَالرَّحْمٰن نصب کے ساتھ ہو تو اسے منادیٰ سمجھا جاتا ہے۔ اسی لیے رَبَّـــنَا کا ترجمہ ہے ''اے ہمارے رب''۔ جبکہ رَبُّـــنَا کا مطلب ہے ''ہمارا رب''۔

۲۰:۵ عربی میں میم مشدد (مّ) بھی حرفِ ندا ہے۔ البتہ اس کے متعلق دو باتیں نوٹ کرلیں۔ ایک یہ کہ لفظ ''یَــا'' منادیٰ سے پہلے آتا ہے' جبکہ میم مشدد منادیٰ کے بعد آتا ہے۔ دوسری اور زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اسلام کے آغاز سے پہلے بھی عربی میں میم مشدد صرف اللہ تعالیٰ کو پکارنے کے لیے مخصوص تھا اور آج تک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لفظ اللہ کے علاوہ کسی اور لفظ کے ساتھ اس کا استعمال آپ کو نہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کو پکارنے کے لیے اصل میں لفظ بنتا ہے ''اَللّٰهُ مَّ''۔ پھر اس کو ملا کر اَللّٰهُمَّ لکھتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے ''اے اللہ''۔

مشق نمبر ۱۹

نیچے دیے ہوئے جملوں کا ترجمہ کریں۔

(۱) یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ (۲) فَاطِرَالسَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ

(۳) یٰــاَیــُّهَا الرَّجُلُ ! مَا اسْمُکَ؟ (۴) یَا سَیِّدِیْ! اِسْمِیْ عَبْدُاللّٰهِ

(۵) یَاعَبْدَ اللّٰهِ! هَلْ اَنْتَ خَیَّاطٌ اَوْ نَجَّارٌ؟

(٦) مَا اَنَا خَیَّاطًا اَوْ نَجَّارًا یَا سَیِّدِیْ! بَلْ اَنَا بَوَّابٌ

(۷) یَا زَیْدُ! دُرُوْسُ کِتَابِ الْعَرَبِیِّ سَهْلَةٌ جِدًّا

(۸) یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ (۹) یَا اَبَانَا اَنْتَ کَرِیْمٌ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) اسرائیل کے بیٹے

(۲) اے اسرائیل کے بیٹو !

(۳) عبدالرحمٰن ! کیا تمہارے پاس قیامت کا علم ہے؟

(۴) نہیں میرے آقا! بلکہ وہ اللہ کے پاس ہے

(۵) اے لڑکے! اس (مؤنث) کا نام کیا ہے؟

(٦) اس کا نام فاطمہ ہے ۞۞

مرکب جاری

21:1 عربی میں کچھ حروف ایسے ہیں کہ جب وہ کسی اسم پر داخل ہوتے ہیں تو اسے حالت جر میں لے آتے ہیں۔ مثلاً ان میں سے ایک حرف ''مِـــــنْ'' ہے جس کے معنی ہیں ''سے''۔ یہ جب ''اَلْمَسْجِدُ'' پر داخل ہوگا تو ہم مِنَ الْمَسْجِدِ (مسجد سے) کہیں گے۔ ایسے حرف کو حرفِ جار کہتے ہیں اوران کے کسی اسم پر داخل ہونے سے جو مرکب وجود میں آتا ہے اسے مرکب جاری کہتے ہیں۔ چنانچہ مذکورہ مثال میں مِنْ حرفِ جار ہے اور مِنَ الْمَسْجِدِ مرکب جاری ہے۔

21:2 آپ پڑھ چکے ہیں کہ صفت وموصوف مل کر مرکب توصیفی اور مضاف ومضاف الیہ مل کر مرکب اضافی بنتا ہے۔ اسی طرح مرکب جاری میں حرفِ جار کو ''جار'' کہتے ہیں اور جس اسم پر یہ حرف داخل ہو اسے ''مجرور'' کہتے ہیں۔ چنانچہ جار ومجرور سے مل کر مرکب جاری بنتا ہے۔

21:3 اس سبق میں ہم حروفِ جارہ کے معنی یاد کریں گے اوران کی مشق کریں گے۔ مشق کرتے وقت صرف یہ اصول یاد رکھیں کہ کوئی حرفِ جار جب کسی اسم پر داخل کریں تو اسے حالت جر میں لے آئیں۔ اس کے علاوہ گزشتہ اسباق میں اب تک آپ جو قواعد پڑھ چکے ہیں انہیں ذہن میں تازہ کرلیں۔ اس لیے کہ مرکب جاری کی مشق کرتے وقت ان میں سے بھی کسی کے اطلاق کی ضرورت پڑسکتی ہے۔

21:4 مندرجہ ذیل حروفِ جارہ کے معنی یاد کریں:

حروف	معنی	مثالیں
بِ	میں۔ سے۔ کو۔ ساتھ	بِرَجُلٍ (ایک مرد کے ساتھ) بِالْقَلَمِ (قلم سے)
فِیْ	میں	فِیْ بَیْتٍ (کسی گھر میں) فِی الْبُسْتَانِ (باغ میں)
عَلٰی	پر	عَلٰی جَبَلٍ (ایک پہاڑ پر) عَلَی الْعَرْشِ (عرش پر)
اِلٰی	کی طرف۔ تک	اِلٰی بَلَدٍ (کسی شہر کی طرف) اِلَی الْمَدْرَسَةِ (مدرسہ تک)
مِنْ	سے	مِنْ زَیْدٍ (زید سے) مِنَ الْمَسْجِدِ (مسجد سے)

لِ	کے واسطے۔کو۔کے	لِزَیْدٍ (زید کے واسطے)
کَ	مانند۔جیسا	کَرَجُلٍ (کسی مرد کی مانند) کَالْاَسَدِ (شیر کے جیسا)
عَنْ	کی طرف سے	عَنْ زَیْدٍ (زید کی طرف سے)

21:5 حرفِ جار ''لِ'' کے متعلق ایک بات ذہن نشین کرلیں۔ یہ حرف جب کسی معرف باللام پر داخل ہوتا ہے تو اس کا ہمزۃ الوصل لکھنے میں بھی گر جاتا ہے۔مثلاً اَلْـمُتَّـقُوْنَ (متقی لوگ) پر جب ''لِ'' داخل ہوگا تو اسے لِالْـمُتَّقِیْنَ لکھنا غلط ہوگا' بلکہ اسے لِلْـمُتَّقِیْنَ (متقی لوگوں کے لیے) لکھا جائے گا۔اسی طرح اَلرِّجَالُ سے یہ لِلرِّجَالِ اور اَللّٰہُ سے لِلّٰہِ ہوگا۔مزید برآں ''لِ'' جب ضمائر کے ساتھ استعمال ہوتا ہے تو لام پر زیر کی بجائے زبر آتی ہے جیسے لَـہٗ' لَھُمْ' لَـکُمْ' لَـنَا وغیرہ۔

مشق نمبر ۲۰

مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی یاد کریں اور ترجمہ کریں:

حَدِیْقَۃٌ	باغ	تُرَابٌ	مٹی
ظُلْمَۃٌ	اندھیرا	بِـرٌّ	نیکی
بَــرٌّ	خشکی	یَمِیْنٌ	دائیں طرف
شِمَالٌ	بائیں طرف	مَعَ (مضاف آتا ہے)	ساتھ
ظِلٌّ	سایہ		

اردو میں ترجمہ کریں

(۱) فِیْ حَدِیْقَۃٍ (۲) فِی الْحَدِیْقَۃِ (۳) مِنْ تُرَابٍ

(۴) مِنَ التُّرَابِ (۵) بِالْوَالِدَیْنِ (۶) عَلٰی صِرَاطٍ

(۷) اِلَی الْمَسْجِدِ (۸) لِعَرُوْسٍ (۹) لِلْعَرُوْسِ

(۱۰) کَشَجَرَۃٍ (۱۱) کَظُلُمٰتٍ (۱۲) مِنْکَ

(۱۳) لَکَ (۱۴) لِیْ (۱۵) مِنِّیْ

(۱۶) اِلَیۡکَ (۱۷) اِلَیَّ (۱۸) بِکَ

(۱۹) بِیۡ (۲۰) عَلَیۡکَ (۲۱) عَلَیَّ

(۲۲) عَلَیۡنَا (۲۳) بِسۡمِ اللّٰهِ (۲۴) اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ

(۲۵) مِنۡ رَّبِّکَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ (۲۶) عَلَی الۡبِرِّ

(۲۷) اَلۡمُحۡسِنُ قَرِیۡبٌ مِّنَ الۡخَیۡرِ وَبَعِیۡدٌ مِّنَ الشَّرِّ

(۲۸) طَلَبُ الۡعِلۡمِ فَرِیۡضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسۡلِمٍ وَّمُسۡلِمَةٍ

(۲۹) لَهُمۡ فِی الدُّنۡیَا خِزۡیٌ وَّلَهُمۡ فِی الۡاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ

(۳۰) هُوَ رَبُّنَا وَرَبُّکُمۡ وَلَنَا اَعۡمَالُنَا وَلَکُمۡ اَعۡمَالُکُمۡ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) قیامت کے دن تک (۲) اندھیروں سے نور کی طرف

(۳) ایک نور پر ایک نور (۴) داہنے اور بائیں طرف سے

(۵) جنت متقی لوگوں کے لیے ہے

(۶) بے شک تیرے رب کی رحمت مؤمنوں سے قریب ہے اور کافروں سے دور ہے

(۷) بے شک عادل سلطان زمین میں اللہ کا سایہ ہے۔

(۸) بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے

(۹) اللہ اور رسول کے واسطے

(۱۰) اللہ کی فرمانبرداری، رسول کی فرمانبرداری میں ہے

(۱۱) یقیناً اللہ کافروں کے واسطے دشمن ہے

(۱۲) جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے

(۱۳) تم لوگوں کے واسطے قصاص میں حیات ہے

(۱۴) یقیناً اللہ صابروں کے ساتھ ہے

مرکب اشاری (حصہ اول)

۲۲:۱ ہر زبان میں کسی چیز کی طرف اشارہ کرنے کے لیے کچھ الفاظ استعمال ہوتے ہیں' جیسے اردو میں ''یہ' وہ' اِس' اُس'' وغیرہ ہیں۔ عربی میں ایسے الفاظ کو **اَسْمَاءُ الْاِشَارَۃِ** کہتے ہیں۔ اسماء اشارہ دو طرح کے ہوتے ہیں: (i) قریب کے لیے' جیسے اردو میں ''یہ'' اور ''اِس'' ہیں۔ (ii) بعید کے لیے جیسے اردو میں ''وہ'' اور ''اُس'' ہیں۔

۲۲:۲ اشارہ قریب اور اشارہ بعید کے لیے استعمال ہونے والے عربی اسماء یہاں دیے جا رہے ہیں۔ پہلے آپ انہیں یاد کر لیں۔ پھر ہم ان کے کچھ قواعد پڑھیں گے اور مشق کریں گے۔

اشارہ قریب

	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر	هٰذَا یہ (ایک مرد)	هٰذَانِ (حالت رفع) هٰذَيْنِ (حالت نصب و جر) یہ (دو مرد)	هٰٓؤُلَاءِ یہ (بہت سے مرد) یا
مؤنث	هٰذِهٖ یہ (ایک عورت)	هَاتَانِ (حالتِ رفع) هَاتَيْنِ (حالت نصب و جر) یہ (دو عورتیں)	یہ (بہت سی عورتیں)

اشارہ بعید

	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر	ذٰلِکَ وہ (ایک مرد)	ذٰنِکَ (حالت رفع) ذَیْنِکَ (حالت نصب وجر) وہ (دو مرد)	اُولٰئِکَ وہ (بہت سے مرد) یا وہ (بہت سی عورتیں)
مؤنث	تِلْکَ وہ (ایک عورت)	تَانِکَ (حالتِ رفع) تَیْنِکَ (حالت نصب وجر) وہ (دوعورتیں)	

۲۲:۳ اُمید ہے کہ اوپر دیے ہوئے اسماءِ اشارہ میں آپ نے یہ بات نوٹ کرلی ہوگی کہ تثنیہ کے علاوہ بقیہ صیغوں میں یعنی واحد اور جمع میں تمام اسماءِ اشارہ مبنی ہیں۔ اسی طرح اب پیراگراف (iii) ۴ : ۶ میں پڑھا ہوا یہ سبق بھی دوبارہ ذہن نشین کرلیں کہ تمام اسماءِ اشارہ معرفہ ہوتے ہیں۔

۲۲:۴ اسم اشارہ کے ذریعہ جس چیز کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اسے مُشَارٌ اِلَیْہِ کہتے ہیں۔ جیسے ہم کہتے ہیں ''یہ کتاب''۔ اس میں کتاب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے تو ''کتاب'' مُشَارٌ اِلَیْہِ ہے اور ''یہ'' اسم اشارہ ہے۔ اسی طرح اشارہ اور مُشَارٌ اِلَیْہِ مل کر مرکب اشاری بنتا ہے۔

۲۲:۵ عربی میں مشارالیہ عموماً معرف باللام ہوتا ہے' جیسے هٰذَا الْکِتَابُ (یہ کتاب)۔ یہاں یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ هٰذَا معرفہ ہے اور اَلْکِتَابُ معرف باللام ہے اور چونکہ مشارالیہ معرف باللام ہوتا ہے اس لیے هٰذَا الْکِتَابُ کو مرکب اشاری مان کر ترجمہ کیا گیا ''یہ کتاب''۔

۲۲:۶ یہ بات نوٹ کرلیں کہ اسم اشارہ کے بعد والا اسم اگر نکرہ ہو تو اسے مرکب اشاری نہیں بلکہ جملہ اسمیہ مانیں گے۔ چنانچہ ''هٰذَا کِتَابٌ'' کا ترجمہ ہوگا ''یہ ایک کتاب ہے''۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ هٰذَا معرفہ ہے اور مبتدأ عموماً معرفہ ہوتا ہے۔ کِتَابٌ نکرہ ہے اور خبر عموماً نکرہ ہوتی ہے۔ اس

لیے "هٰذَا كِتَابٌ" کو جملہ اسمیہ مان کر اس کا ترجمہ کیا گیا "یہ ایک کتاب ہے"۔ اسی طرح تِلْكَ الطِّفْلَةُ مرکب اشاری ہے اس کا ترجمہ ہوگا "وہ بچی" اور تِلْكَ طِفْلَةٌ جملہ اسمیہ ہے اس کا ترجمہ ہوگا "وہ ایک بچی ہے"۔ مرکب اشاری کے کچھ اور قواعد بھی ہیں جن کو ہم آئندہ اسباق میں سمجھیں گے۔ فی الحال ضروری ہے کہ مرکب اشاری اور جملہ اسمیہ کے فرق کو ذہن نشین کرنے کے لیے ہم کچھ مشق کرلیں۔ البتہ مشق کرنے سے پہلے نوٹ کرلیں کہ جنس، عدد اور حالت میں اشارہ اور مشار الیہ میں مطابقت ہوتی ہے۔ اگر مشار الیہ غیر عاقل کی جمع مکسر ہو تو اشارہ واحد مؤنث لایا جاتا ہے۔

مشق نمبر ۲۱

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ترجمہ کریں۔

اُمَّةٌ	اُمت	فَاكِهَةٌ (ج فَوَاكِهُ)	پھل
سَيَّارَةٌ	موٹر کار	صُوْرَةٌ	تصویر
دَرَّاجَةٌ	سائیکل	سَبُّوْرَةٌ	بلیک بورڈ
شُبَّاكٌ.نَافِذَةٌ	کھڑکی		

اردو میں ترجمہ کریں

(۱) هٰذَا الصِّرَاطُ (۲) هٰذَا صِرَاطٌ

(۳) تِلْكَ الْأُمَّةُ (۴) تِلْكَ اُمَّةٌ

(۵) هٰذِهٖ فَاكِهَةٌ (۶) هٰذَانِ رَجُلَانِ

(۷) هٰٓؤُلَآءِ الرِّجَالُ (۸) ذَانِكَ دَرْسَانِ

(۹) هٰذَانِ الدَّرْسَانِ (۱۰) هَاتَانِ النَّافِذَتَانِ

(۱۱) هٰذَانِ شُبَّاكَانِ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) وہ قلم	(۲) یہ دو قلم ہیں
(۳) وہ ایک موٹر کار ہے	(۴) یہ موٹر کار
(۵) یہ تصویر	(۶) یہ دو استانیاں
(۷) وہ کچھ استانیاں ہیں	(۸) یہ ایک کھڑکی ہے
(۹) یہ ایک چڑیا ہے	(۱۰) وہ چڑیا
(۱۱) وہ سائیکل	(۱۲) وہ ایک بلیک بورڈ ہے
(۱۳) یہ موٹر کاریں	(۱۴) وہ کچھ موٹر کاریں ہیں
(۱۵) یہ کچھ پھل ہیں	(۱۶) وہ دو پھل

مرکب اشاری (حصہ دوم)

۲۳:۱ پچھلے سبق میں ہم نے دیکھا کہ اسم اشارہ کے بعد آنے والا اسم اگر **معرف باللّام** ہوتا ہے تو وہ اس کا مشار الیہ ہوتا ہے اور اگر نکرہ ہوتا ہے تو اس کی خبر ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں گزشتہ سبق میں ہم نے جو مشق کی ہے اس کی ایک خاص بات یہ تھی کہ اسم اشارہ کے بعد آنے والے تمام اسماء مفرد تھے' مثلاً **هٰذَا الصِّرَاطُ** اور **هٰذَا صِرَاطٌ** میں **صِرَاطٌ** مفرد اسم ہے۔ اب یہ سمجھ لیں کہ ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا ہے۔

۲۳:۲ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اسم اشارہ کے بعد آنے والا مشارٌ الیہ یا خبر اسم مفرد کے بجائے کوئی مرکب ہوتا ہے۔ مثلاً ''یہ مرد'' کہنے کے بجائے اگر ہم کہیں ''یہ سچا مرد'' تو یہاں ''سچا مرد'' مرکب توصیفی ہے اور اسم اشارہ ''یہ'' کا مشارٌ الیہ ہے۔ اس کو عربی میں ہم کہیں گے **هٰذَا الرَّجُلُ الصَّادِقُ** ۔ اب یہاں **الرَّجُلُ الصَّادِقُ** مرکب توصیفی ہے اور **هٰذَا** کا مشارٌ الیہ ہونے کی وجہ سے **معرف باللّام** ہے۔

۲۳:۳ اوپر دی گئی مثال میں مرکب توصیفی اگر نکرہ ہو جائے' یعنی **رَجُلٌ صَادِقٌ** ہو جائے تو اب یہ **هٰذَا** کا مشار الیہ نہیں ہوگا بلکہ نکرہ ہونے کی وجہ سے **هٰذَا** کی خبر بنے گا۔ یہی وجہ ہے کہ **هٰذَا رَجُلٌ صَادِقٌ** کا ترجمہ ہوگا ''یہ ایک سچا مرد ہے۔''

۲۳:۴ اب تک ہم نے دیکھا ہے کہ اسمِ اشارہ کے بعد آنے والا اسمِ مفرد یا مرکب توصیفی اگر نکرہ ہو تو وہ خبر ہوتا ہے اور اسم اشارہ مبتدأ ہوتا ہے۔ مثلاً **تِلْكَ طِفْلَةٌ** میں **تِلْكَ** مبتدا ہے۔ اب یہ بات سمجھ لیں کہ کبھی تو مفرد اسم اشارہ مبتدأ بن کر آتا ہے جیسے اوپر کی مثال میں **تِلْكَ** ہے' اور کبھی پورا مرکب اشاری مبتدأ بن کر آتا ہے جیسے **تِلْكَ الطِّفْلَةُ جَمِيْلَةٌ** ۔ اس میں دیکھیں **تِلْكَ الطِّفْلَةُ** مرکب اشاری ہے اور مبتدأ ہے۔ اس کے آگے **جَمِيْلَةٌ** اس کی خبر نکرہ آ رہی ہے۔ اس لیے اس کا ترجمہ ہوگا ''وہ بچی خوبصورت ہے''۔ اسی طرح **هٰذَا الرَّجُلُ الصَّادِقُ جَمِيْلٌ** کا ترجمہ ہوگا ''یہ سچا مرد خوبصورت ہے۔''

۲۳:۵ ایک بات یہ بھی ذہن نشین کر لیں کہ مشار الیہ اگر غیر عاقل کی جمع مکسر ہو تو اسم اشارہ عموماً

واحد مؤنث آتا ہے مثلاً تِلْکَ الْکُتُبُ (وہ کتابیں)۔اسی طرح اگر اسمِ اشارہ مبتدأ ہو اور خبر غیر عاقل کی جمع مکسر ہو تو تب بھی اسمِ اشارہ عموماً واحد مؤنث آئے گا۔مثلاً تِلْکَ کُتُبٌ (وہ کتابیں ہیں)۔

مشق نمبر۲۲

مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی یاد کریں اور ترجمہ کریں:

رَخِیصٌ	سستا	ثَمِینٌ	مہنگا۔قیمتی
لَذِیذٌ	لذیذ۔خوش ذائقہ	مُفِیدٌ	فائدہ مند
دَوَاءٌ	دوا	بَلاغٌ	پیغام
غُرْفَةٌ	کمرہ	ضَیِّقٌ	تنگ
سَرِیْعٌ	تیز رفتار		

اردو میں ترجمہ کریں

(۱) هٰذَاصِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ
(۲) هٰذَا الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ
(۳) هٰذَاالصِّرَاطُ مُسْتَقِيْمٌ
(۴) هَاتَانِ الْفَاكِهَتَانِ اللَّذِيْذَتَانِ
(۵) هَاتَانِ الْفَاكِهَتَانِ لَذِيْذَتَانِ
(۶) هَاتَانِ فَاكِهَتَانِ لَذِيْذَ تَانِ
(۷) تِلْكَ الْكُتُبُ ثَمِيْنَةٌ
(۸) تِلْكَ كُتُبٌ ثَمِيْنَةٌ
(۹) تِلْكَ الْكُتُبُ الثَّمِيْنَةُ نَافِعَةٌ جِدًّا
(۱۰) هٰذِهِ الشَّجَرَةُ قَصِيْرَةٌ
(۱۱) تِلْكَ شَجَرَةٌ طَوِيْلَةٌ
(۱۲) ذَالِكَ الدَّوَآءُ الْمُرُّ مُفِيْدٌ
(۱۳) هٰذَا بَلَاغٌ مُّبِيْنٌ
(۱۴) هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) یہ دوا کڑوی ہے اور وہ میٹھی دوا ہے
(۲) یہ کچھ مہنگے قلم ہیں
(۳) وہ قلم سستے ہیں
(۴) وہ تیز رفتار موٹر کار تنگ ہے
(۵) وہ دو میٹھے پھل ہیں

مرکبِ اشاری (حصہ سوم)

۲۴:۱ گزشتہ اسباق میں ہم دو باتیں سمجھ چکے ہیں: (i) اسم اشارہ کے بعد اسم مفرد اگر معرّف باللّام ہو تو وہ اس کا مشارٌ الیہ ہوتا ہے اور اگر نکرہ ہو تو اس کی خبر ہوتا ہے۔ (ii) اسم اشارہ کے بعد مرکب توصیفی اگر معرف باللّام ہو تو وہ اس کا مشارٌ الیہ ہوتا ہے اور اگر نکرہ ہو تو اس کی خبر ہوتا ہے۔

۲۴:۲ اس سبق میں ہم نے یہ سمجھنا ہے کہ اسم اشارہ کے بعد اگر مرکب اضافی آ رہا ہو تو ہم کیسے تمیز کریں گے کہ وہ اسمِ اشارہ کا مشارٌ الیہ ہے یا خبر ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے پہلے اردو کے جملوں پر غور کریں۔ مثلاً ہم کہتے ہیں ''لڑکے کی یہ کتاب''۔ یہ بات سن کر ہمیں معلوم ہو گیا کہ بات ابھی مکمل نہیں ہوئی ہے۔ اس لیے یہ ایک مرکب ہے اور اس میں لفظ ''یہ'' اسم اشارہ ہے جو لفظ ''کتاب'' کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ اس طرح اس کو ہم نے مرکب اشاری مان لیا۔ اب اگر ہم کہیں ''یہ لڑکے کی کتاب ہے'' تو اس میں لفظ ''ہے'' کی وجہ سے ہمیں معلوم ہو گیا کہ بات مکمل ہو گئی ہے' اس لیے یہاں اسم اشارہ ''یہ'' مبتدا ہے اور مرکب اضافی ''لڑکے کی کتاب'' اس کی خبر ہے۔ لیکن یہ سہولت ہمیں عربی میں حاصل نہیں ہو گی۔ وہاں مشارٌ الیہ اور خبر میں تمیز کیے بغیر نہ تو ہم صحیح ترجمہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ مذکورہ عبارت مرکب اشاری ہے یا جملہ اسمیہ۔

۲۴:۳ اب تک ہم نے یہ پڑھا ہے کہ عربی میں مشارٌ الیہ **معرف باللّام** ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے ''لڑکے کی یہ کتاب'' کا ترجمہ ہونا چاہیے **''هٰذَاالْكِتَابُ وَلَدٍ''** یا **''هٰذَا الْكِتَابُ الْوَلَدِ''** لیکن یہ دونوں ترجمے غلط ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ **''كِتَابُ الْوَلَدِ''** مرکب اضافی ہے جس میں **كِتَابُ** مضاف ہے جس پر لامِ تعریف داخل نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ مرکب اضافی اگر مشارٌ الیہ ہو تو اسم اشارہ اس کے بعد لاتے ہیں۔ چنانچہ ''لڑکے کی یہ کتاب'' کا صحیح ترجمہ ہو گا **''كِتَابُ الْوَلَدِ هٰذَا''**۔ اب یہ بات یاد کر لیں کہ اسم اشارہ اگر مرکب اضافی کے بعد آ رہا ہے تو اسے

مرکب اشاری مان کر اسی لحاظ سے اس کا ترجمہ کریں گے۔

۲۴:۴ دوسری بات یہ یاد کرلیں کہ اسم اشارہ اگر مرکب اشاری سے پہلے آرہا ہے تو اسے جملہ اسمیہ مان کر اسی لحاظ سے اس کا ترجمہ کریں گے۔ چنانچہ ''هٰذَا كِتَابُ الْوَلَدِ'' کا ترجمہ ہوگا ''یہ لڑکے کی کتاب ہے۔''

۲۴:۵ مرکب اشاری کے ضمن میں آخری بات سمجھنے کے لیے اس مرکب پر ایک مرتبہ پھر غور کریں كِتَابُ الْوَلَدِ هٰذَا (لڑکے کی یہ کتاب)۔ اس میں اشارہ مضاف یعنی كِتَابُ کی طرف کرنا مقصود ہے اور مضاف پر لام تعریف داخل نہیں ہوتا اس لیے ہمیں دقت پیش آئی اور اسم اشارہ کو مرکب اضافی کے بعد لانا پڑا۔ لیکن فرض کریں کہ اشارہ مضاف الیہ یعنی اَلْوَلَدُ (لڑکے) کی طرف کرنا مقصود ہے۔ مثلاً ہم کہنا چاہتے ہیں ''اِس لڑکے کی کتاب''۔ اس صورت میں آپ کو معلوم ہے کہ مضاف الیہ پر لام تعریف داخل ہوتا ہے' اس لیے اسم اشارہ مضاف الیہ سے پہلے آئے گا۔ چنانچہ ''اِس لڑکے کی کتاب'' کا ترجمہ ہوگا ''كِتَابُ هٰذَا الْوَلَدِ''۔

۲۴:۶ آپ کو یاد ہوگا کہ مرکب اضافی کے سبق (پیراگراف ۲:۱۷) میں ہم نے یہ اصول پڑھا تھا کہ مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان کوئی لفظ نہیں آتا۔ جبکہ كِتَابُ هٰذَا الْوَلَدِ میں اسم اشارہ مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان آیا ہے۔ تو اب یہ بات بھی نوٹ کرلیں کہ یہ صورت مذکورہ اس اصول کا ایک استثناء ہے۔

۲۴:۷ مرکب اضافی کے متعلق اسم اشارہ کے قواعد کا خلاصہ مندرجہ ذیل طریقہ سے یاد کرلیں تو ان شاءاللہ آپ کو آسانی ہوگی۔

(۱) اسم اشارہ اگر مرکب اضافی سے پہلے آئے تو وہ مبتدا ہوتا ہے۔

(۲) اسم اشارہ اگر مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان میں آئے تو وہ مضاف الیہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

(۳) اسم اشارہ مرکب اضافی کے بعد آئے تو وہ مضاف کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

مشق نمبر ۲۳

مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی یاد کریں اور ترجمہ کریں

اُسْتَاذٌ	استاد	ذَکِیٌّ	ذہین
تِلْمِیْذٌ	شاگرد	عَمٌّ	چچا
عَمَّۃٌ	پھوپھی	خَالٌ	ماموں
خَالَۃٌ	خالہ	وَسِخٌ	میلا۔گندا
اِمَامٌ	پیشوا/مانیٹر	اَمَامَ (مضاف آتا ہے)	سامنے
تِیْنٌ	انجیر	جَمَاعَۃٌ	کلاس

اردو میں ترجمہ کریں

(۱) شُبَّاکُ الْغُرْفَۃِ ھٰذَا

(۲) ھٰذَا شُبَّاکُ الْغُرْفَۃِ

(۳) ھٰذِہٖ سَیَّارَۃُ مُعَلِّمِیْ

(۴) سَیَّارَۃُ مُعَلِّمِیْ ھٰذِہٖ

(۵) سَبُّوْرَۃُ الْمَدْرَسَۃِ تِلْکَ کَبِیْرَۃٌ

(۶) سَبُّوْرَۃُ تِلْکَ الْمَدْرَسَۃِ صَغِیْرَۃٌ

(۷) اَھٰذَا اَخُوْکَ؟

(۸) اَاَخُوْکَ ھٰذَاعَالِمٌ؟

(۹) ھٰذَا الرَّجُلُ خَالِیْ وَتِلْکَ الْمَرْءَ ۃُ خَالَتِیْ وَھٰذِ ہٖ عَمَّتِیْ

(۱۰) تِلْمِیْذُ الْمَدْرَسَۃِ ھٰذَا ذَکِیٌّ وَھُوَ اِمَامُ الْجَمَاعَۃِ

(۱۱) تِلْمِیْذُ ھٰذِہِ الْمَدْرَسَۃِ قَائِمٌ اَمَامَ الْاُسْتَاذِ

(۱۲) تَمْرُ تِلْکَ الشَّجَرَۃِ حُلْوٌ

(۱۳) تِلْکَ الْبُیُوْتُ لِذَیْنِکَ الرَّجُلَیْنِ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) یہ شاگرد ذہین ہے

(۲) میرا یہ شاگرد محنتی ہے

(۳) استاد کا یہ لڑکا نیک ہے

(۴) اس استاد کا لڑکا کلاس کا مانیٹر ہے

(۵) مدرسہ کی یہ شاگردہ نیک ہے اور ویسی ہی اس کی استانی

(٦) استاد کی وہ سائیکل تیز رفتار ہے

(۷) اُس استاد کی سائیکل نئی ہے

(۸) اے عبدالرحمٰن، کیا وہ مرد تیرا اماموں ہے؟

(۹) اس مدرسہ کا ذہین شاگرد مسجد کے سامنے کھڑا ہے

(۱۰) یہ ایک نیک آدمی ہے اور وہ دونوں بدکار ہیں

(۱۱) کیا یہ تمہاری پھوپھی ہے؟

(۱۲) یہ کمرے کا دروازہ ہے اور وہ باغ کا دروازہ ہے

(۱۳) اس باغ کی انجیر میٹھی ہے

(۱۴) کھجور کا یہ درخت بہت پرانا ہے

اَسماءِ استفہام (حصہ اوّل)

۲۵:۱ پیرا گراف نمبر ۳:۱۲ میں ہم نے پڑھا تھا کہ کسی جملہ کو سوالیہ جملہ بنانے کے لیے اس کے شروع میں أَ (کیا) اور ھَلْ (کیا) کا اضافہ کرتے ہیں۔اب یہ بات نوٹ کرلیں کہ ان کو حروفِ استفہام کہتے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ حروف جملہ میں معنوی تبدیلی کے علاوہ نہ تو اعرابی تبدیلی لاتے ہیں اور نہ ہی یہ جملہ میں مبتدا یا فاعل بنتے ہیں۔

۲۵:۲ اس سبق میں ہم کچھ مزید الفاظ پڑھیں گے جو کسی جملہ کو سوالیہ جملہ بناتے ہیں۔ان کو اسماءِ استفہام کہا جاتا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جملہ میں مبتدا' فاعل یا مفعول بن کر آتے ہیں۔اس کی مثال ہم اسی سبق میں آگے چل کر دیکھیں گے۔فی الحال آپ اسماءِ استفہام اور ان کے معنی یاد کرلیں۔

مَا . مَاذَا	کیا (What)	کَمْ	کتنا (تعداد کے لیے) (How much)
مَنْ	کون (Who)	اَیْنَ	کہاں (Where)
کَیْفَ (حال پوچھنے کے لیے)	کیسا (How)	اَیْنَ	کہاں سے' کس طرح سے (From where)
مَتٰی (زمانے سے متعلق)	کب (When)	اَیَّۃٌ	کونسی (Which)
اَیٌّ	کونسا (Which)	اَیَّانَ	کب (When)

۲۵:۳ مذکورہ بالا اسماءِ استفہام میں یہ بات نوٹ کرلیں کہ اَیٌّ اور اَیَّۃٌ کے علاوہ باقی اسماءِ استفہام مبنی ہیں۔

۲۵:۴ اسماءِ استفہام جب مبتدا بن کر آتے ہیں تو بعد والے اسم کے ساتھ مل کر جملہ پورا کردیتے ہیں۔مثلاً ''مَا ھٰذَا ؟'' میں ''مَا'' مبتدا اور ''ھٰذَا'' اس کی خبر ہے۔اس لیے ترجمہ ہوگا ''یہ کیا ہے؟

‘‘۔اسی طرح مَنْ اَبُوکَ ؟ (تیرا باپ کون ہے؟)‘ اَیْنَ اَخُوکَ ؟ (تیرا بھائی کہاں ہے؟) وغیرہ۔ یہاں نوٹ کرلیں کہ چونکہ اردو میں اسماء استفہام شروع میں نہیں آتے‘ لٰہذا ان کا ترجمہ بعد میں کیا گیا ہے۔

۲۵:۵ کبھی اسماءِ استفہام مضاف الیہ بن کر آتے ہیں۔ایسی حالت میں مرکب اضافی وجود میں آتا ہے جس کا ترجمہ میں لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔مثلاً کِتَابُ مَنْ ؟ کا ترجمہ ’’کس کی کتاب ہے؟ کرنا غلط ہوگا۔دیکھئے یہاں کِتَابُ مضاف ہے اور مَنْ مضاف اِلیہ ہے۔اس لیے اس کا صحیح ترجمہ ہوگا ’’کس کی کتاب؟‘‘

۲۵:۶ اَیٌّ اور اَیَّۃٌ عام طور پر مضاف بن کر آیا کرتے ہیں اور بعد والے اسم سے مل کر مرکب اضافی بناتے ہیں جس کا ترجمہ میں لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔مثلاً اَیُّ رَجُلٍ (کون سا مرد)‘ اَیَّۃُ النِّسَاءِ (کون سی عورت) وغیرہ۔

۲۵:۷ اسماءِ استفہام کے چند قواعد مزید ہیں جن کا مطالعہ ہم ان شاء اللہ اگلے اسباق میں کریں گے۔فی الحال ہم اب تک پڑھے ہوئے قواعد کی مشق کرلیتے ہیں۔

مشق نمبر۲۴

مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی یاد کریں اور ترجمہ کریں:

حِبْرٌ	روشنائی۔سیاہی	قَلَمُ الْحِبْرِ	روشنائی کا قلم۔فونٹین پین
رَصَاصٌ	سیسہ	قَلَمُ الرَّصَاصِ	سیسہ کا قلم۔پنسل
ذَهَبَ	وہ گیا	جَاءَ	وہ آیا
اَلَا	سنو۔آگاہ ہوجاؤ		

اردو میں ترجمہ کریں

(۱) مَا ذٰلِکَ ؟ ذٰلِکَ قَلَمُ الْحِبْرِ

(۲) مَا هٰذِهٖ ؟ هٰذِهٖ دَوَاۃٌ

(۳) وَمَاذَا فِی الدَّوَاۃِ ؟ فِی الدَّوَاۃِ حِبْرٌ

(۴) مَنْ هٰذَا؟ هٰذَ ا وَلَدٌ

(۵) مَا اسْمُ الْوَلَدِ ؟ اِسْمُ الْوَلَدِ مَحْمُوْدٌ

(٦) كَيْفَ حَالُ مَحْمُوْدٍ ؟ هُوَ بِخَيْرٍ

(۷) هٰذَا كِتَابُ مَنْ ؟ هٰذَاكِتَابُ حَامِدٍ

(۸) اَيْنَ اَخُوْكَ الصَّغِيْرُ ؟ هُوَ ذَهَبَ اِلَى الْمَدْرَسَةِ

(۹) مَتٰى ذَهَبَ؟ ذَهَبَ قَبْلَ سَاعَتَيْنِ

(۱۰) مَتٰى نَصْرُ اللهِ ؟ اَ لَا اِنَّ نَصْرَاللهِ قَرِيْبٌ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) وہ کیا ہے؟ وہ محمود کی کار ہے۔

(۲) یہ کیا ہے؟ یہ ایک لڑکے کی سائیکل ہے۔

(۳) تیرا بڑا لڑکا کہاں ہے؟

(۴) وہ بازار سے کب آیا؟

۞۞

اَسماءِ استفہام (حصہ دوم)

۲۶:۱ اسماءِ استفہام کے شروع میں حروفِ جارہ لگانے سے ان کے مفہوم میں حروفِ جارّہ کی مناسبت سے کچھ تبدیلی ہو جاتی ہے۔آپ ان کو یاد کرلیں۔ان الفاظ کو دائیں سے بائیں پڑھیں تو انہیں سمجھنے اور یاد کرنے میں آسانی ہوگی۔

لِمَا. لِمَاذَا	کس لیے۔کیوں	مِمَّا (مِنْ مَا)	کس چیز سے
فِيْمَا	کس چیز میں	عَمَّا (عَنْ مَا)	کس چیز کی نسبت سے
لِمَنْ	کس کا۔کس کے لیے	مِمَّنْ (مِنْ مَنْ)	کس شخص سے
مِنْ اَيْنَ	کہاں سے	اِلٰی اَيْنَ	کہاں کو
اِلٰی مَتٰی	کب تک	بِکُمْ	کتنے میں

۲۶:۲ اس سبق کا قاعدہ سمجھنے سے پہلے ایک بات اور نوٹ کرلیں۔مَا پر جب حروفِ جارّہ داخل ہوتے ہیں تو کبھی مَا الف کے بغیر بھی لکھا اور بولا جاتا ہے۔چنانچہ لِمَاسے لِمَ ' فِيْمَا سے فِيْمَ ' عَمَّاسے عَمَّ ہو جاتا ہے۔

۲۶:۳ اسماءِ استفہام پر لِ (حرفِ جار) داخل ہو جائے تو پھر اسے جملے کے شروع میں لاتے ہیں۔ایسی صورت میں وہ بعد والے اسم سے مل کر جملہ مکمل کر دیتا ہے۔چنانچہ لِمَنِ الْكِتَابُ کا ترجمہ ہوگا ''کتاب کس کی ہے'' ۔

آیئے اب ہم کچھ مشق کرلیں۔اس کے بعد اگلے سبق میں ہم اسماءِ استفہام کا ایک اور قاعدہ پڑھیں گے۔

مشق نمبر ۲۵

مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی یاد کریں اور ترجمہ کریں:

سَاعَةٌ	گھڑی۔گھنٹہ	حَدِيْقَةُ الْحَيوانَاتِ	چڑیا گھر
بَوَّابٌ	دربان	سَمِيْنٌ	موٹا تازہ۔فربہ
رَاكِبٌ	سوار۔سواری کرنے والا	نَاقَةٌ	اونٹنی

اردو میں ترجمہ کریں

(۱) لِمَنْ هٰذَا الْكِتَابُ ؟ هٰذَا الْكِتَابُ لِوَلَدٍ

(۲) بِكَمْ هٰذِهِ الْبَقَرَةُ السَّمِيْنَةُ؟

(۳) لِمَ اَنْتَ جَالِسٌ فِي الْبَيْتِ ؟

(۴) فِيْمَ مَشْغُوْلٌ اِمَامُ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ ؟

(۵) قَالَ اَنّٰى لَكِ هٰذَا؟ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللهِ

(۶) لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ؟ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

اَسماءِ استفہام (حصہ سوم)

۲۷:۱ لفظ کَـمْ کے دو استعمال ہیں۔ایک تو یہ اسمِ استفہام کے طور پر آتا ہے۔اس وقت اس کے معنی ہوتے ہیں ''کتنا یا کتنے''۔دوسرے یہ خبر کے طور پر آتا ہے جسے ''کَمْ خبریہ'' کہتے ہیں ۔اس وقت اس کے معنی ہوتے ہیں '' کتنے ہی یا بہت سے''۔

۲۷:۲ کَـمْ جب استفہام کے لیے آتا ہے تو اس کے بعد والا اسم منصوب' نکرہ اور واحد ہوتا ہے مثلاً کَمْ دِرْهَمًا عِنْدَكُمْ ؟ (تمہارے پاس کتنے درہم ہیں؟)' کَمْ سَنَةً عُمْرُكَ؟ (تیری عمر کتنے سال ہے؟)۔چنانچہ کسی جملہ میں اگر کَـمْ کے بعد والا اسم منصوب اور واحد ہے تو ہمیں سمجھ جانا چاہیے کہ یہ کَمْ استفہامیہ ہے۔

۲۷:۳ ''کَمْ'' جب خبر کے لیے آتا ہے تو اس کے بعد والا اسم حالت جر میں ہوتا ہے۔یہ واحد بھی ہوسکتا ہے اور جمع بھی۔مثلاً کَمْ عَبْدٍ اَعْتَقْتُ (کتنے ہی غلام میں نے آزاد کیے)کَمْ مِنْ دَنَانِيْرَ (غیر منصرف) اَنْفَقْتُ عَلَى الْفُقَرَاءِ (بہت سے دینار میں نے فقیروں پر خرچ کیے)۔ چنانچہ کسی جملے میں اگر کَمْ کے بعد والا اسم مجرور ہے' خواہ وہ واحد ہو یا جمع' تو ہمیں سمجھ جانا چاہیے کہ یہ کَمْ خبریہ ہے۔

مشق نمبر ۲۶

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ترجمہ کریں:

سَقِيْمٌ	بیمار	تِلْمِيْذٌ (ج تَلَامِذَةٌ)	شاگرد
شَاةٌ (ج شِيَاةٌ)	بکری	مَعْدُوْدَةٌ	گنی ہوئی۔ گنتی کی چند
ذَبَحْتُ	میں نے ذبح کیا		

اردو میں ترجمہ کریں

(۱) كَمْ وَلَدًا لَکَ يَاخَالِدُ ؟ لِيْ وَلَدَانِ وَبِنْتٌ وَاحِدَةٌ

(۲) كَمْ تِلْمِيْذًا حَاضِرٌ فِي الْمَدْرَسَةِ ؟

وَكَمْ تَلَامِيْذَةٍ غَيْرُ حَاضِرٍ مِنَ الْمَدْرَسَةِ؟

وَ لِمَاذَا ؟ كَمْ مِنْ تِلْمِيْذٍ سَقِيْمٌ

(۳) كَمْ شَاةً عِنْدَكَ يَااُسْتَاذِيْ ؟ عِنْدِيْ شِيَاةٌ مَعْدُوْدَةٌ .

لِمَاذَا ؟ كَمْ مِنْ شَاةٍ ذَبَحْتُ لِلْفُقَرَاءِ

مرکزی **انجمن خدّام القرآن** لاہور

کے قیام کا مقصد

منبعِ ایمان ——— اور ——— سرچشمۂ یقین

قرآنِ حکیم

کے **علم و حکمت** کی

وسیع پیمانے ——— اور ——— اعلیٰ علمی سطح

پر تشہیر و اشاعت ہے

تاکہ اُمتِ مسلمہ کے فہیم عناصر میں **تجدیدِ ایمان** کی ایک عمومی تحریک برپا ہو جائے

اور اس طرح

اسلام کی نشاۃِ ثانیہ — اور — غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی

کی راہ ہموار ہو سکے

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ